

جملہ حقوق بذریعہ بشری

لاہور کا عظمیٰ

س میں لاہور کے علما

عظیم الشان نمائندہ پنجاب کے حالات بھی ہیں

مرتبہ

بزم اردو لاہور

۱۹۰۹ء

مولوی عبدالحق صاحب کے اہتمام سے

رفاد عام سٹیٹیم پرس لائبریری چھپی

قیمت

۵

سرورق یا ہمارے پاس سے ملال یا گوڈو کسٹو پریس لاہور میں چھپی

ولایت سندھ کی اچھے ٹرنک وکلیش بکس

کلکتہ علی بھائی ولی جی ملتان پھاوٹی مدینہ تیار ہوتے ہیں

جو عابینہ بھنور پریش آف ویلنڈ جناب ارل آف منٹو گورنر

جنرل و وایسری سندھ جناب لارڈ گورنر برٹش صاحب سابق

کمانڈر انچیف و جناب سر چارلس نیرن صاحب سابق جنرل کمانڈر

انچیف کی منظوری سے ۱۸۷۵ء میں قائم ہوا۔ اور نمایاں ٹھکانے ذیل میں

خاص طلبائی و تقریبی متوجہ جات حاصل کر چکا ہے۔ ناگپور ۱۹۰۷ء۔ کلکتہ ۱۹۰۷ء

سیلان ۱۹۰۷ء۔ بیگ ۱۹۰۷ء۔ بنارس ۱۹۰۷ء۔ ممبئی ۱۹۰۷ء۔ ایچکھر ۱۹۰۷ء

لنڈن ۱۹۰۷ء۔ پیرس ۱۹۰۷ء وغیرہ

اس کارخانہ کے تیار شدہ لوہے کے سفری بکس۔ زیور کے بکس

ڈسپچ بکس وغیرہ جو دلالت سے خوبصورت اور مضبوط ہیں

اور بہت ارزاں ہیں +

لاہور کی نمائش میں بھی

آپ کو مل سکیں گے

ہمیشہ رہنے والا مقبول تحفہ کی ہے

لاہور کا گائیڈ

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	تمہید	۴	۱	لاہور کی مختصر تاریخ اور	۱
۲	لاہور میں پرانے والی ٹرینیں	۵	۲	مختصر تاریخ	۱
۳	لاہور میں سے جانورانی ٹرینیں	۵	۳	گزشتہ موجودہ حالت	۱
۴	قلیوں کی مزدوری	۹	۴	الف۔ آبادی	۵
۵	ہوٹل ریفرشمنٹ روم	۱۰			
۶	ادسٹریز	۱۱			
۷	۱۔ تعلیم	۱۲			
۸	۲۔ علمی اور قومی مشاغل	۱۳			
۹	۳۔ تجارت اور صنعت و حرفت	۱۴			
۱۰	۴۔ قدیم عمارات	۱۵			
۱۱	۱۔ مسجد وزیر خان	۱۶			
۱۲	۲۔ سنہری مسجد	۱۷			
۱۳	۳۔ حقنوری باغ اور بارہ دروازے	۱۸			
۱۴	۴۔ باشندے	۱۹			
۱۵	۵۔ باغ	۲۰			
۱۶	۶۔ پانی	۲۱			
۱۷	۷۔ صفا	۲۲			
۱۸	۸۔ پانی	۲۳			
۱۹	۹۔ پانی	۲۴			
۲۰	۱۰۔ پانی	۲۵			
۲۱	۱۱۔ پانی	۲۶			
۲۲	۱۲۔ پانی	۲۷			
۲۳	۱۳۔ پانی	۲۸			
۲۴	۱۴۔ پانی	۲۹			
۲۵	۱۵۔ پانی	۳۰			
۲۶	۱۶۔ پانی	۳۱			
۲۷	۱۷۔ پانی	۳۲			
۲۸	۱۸۔ پانی	۳۳			
۲۹	۱۹۔ پانی	۳۴			
۳۰	۲۰۔ پانی	۳۵			

ب

صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون
۳۵	۸	مقبورہ نور جہان بیگم	۱۹	۴	شاہی مسجد
۳۷	۹	بارہ درہی مرزا کامران	۲۱		تبرکات
	۱۰	شالامار باغ	۲۳	۵	قلعہ
۳۸	۱	نام	۲۵		لوہ کامندر
۳۹	ب	تاریخ بنا	۲۶		دیوان عام
۳۹	ج	وسعت	۲۶		دیوان خاص
۳۹	د	تقسیم اور بناوٹ	۲۷		خواب گاہیں
۴۰	۸	نہر تالاب و آبشاریں	۲۷		موتی مسجد
	د	بارہ دریاں ساول	۲۷		غسل خانے
۴۱		بھادوں اور غسلخانے	۲۸		نولکھا
۴۲	ز	سیریں اور میلے	۲۸		شیش محل
۴۳	خ	سکھوں کا زمانہ	۲۸		سلاح خانہ
۴۳	۱۱	نیویں مسجد		۶	مقبورہ جہانگیر
۴۴	۱۲	مسجد سرواڑھاں	۲۹		سراسر جہانگیر
۴۵	۱۳	سلو پ زمرہ	۳۰		باغ دلکشا
	۱۴	مزارات	۳۱		مقبورہ
۴۷		مزار دانا گنج بخش	۳۲	۷	مقبورہ آصف جاہ

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۲	خاتواہ مادھو لال حسین	۵۰	۲	ریلوے شیش	۷۲
۳	درس میاں وداس	۵۱	۳	شاؤن ٹال	۷۲
۴	مزار شاہ ابوالعالی	۵۳	۴	مارکیٹ	۷۳
۵	مقبہ میاں میر	۵۴	۵	گورنمنٹ کالج	۷۴
۶	رومنہ حضرت ایشاں	۵۵	۶	کتھیدریل	۷۵
۷	مزار شاہ محمد غوث	۵۷	۷	لاریش اور ننگری ٹال	۷۶
۸	مندر اور رسما دھیں	۶۰	۸	ایچمین کالج	۷۷
۱	رسما دھ حقیقت رکے	۶۱	۹	میدو ٹاسپٹل	۷۷
۲	چو بارہ بھو بھگت	۶۲	۱۰	بڑا ڈاک خانہ	۷۹
۳	شوالہ بخشی بھگت ریم	۶۴	۱۱	پنجاب یونیورسٹی ٹال	۷۹
۴	بادلی صاحب	۶۵	۱۲	بنک آف بنگال	۸۰
۵	رسما دھ راجہ رنجیت سنگھ	۶۶	۱۳	رومن کیتھولک چرچ	۸۱
۶	رسما دھ گوردوارہ جی	۶۸	۱۴	نیمو موٹل	۸۲
۷	شوالہ دیوان رتن چند	۶۸	۱۵	عجائب خانہ	۸۲
۸	ٹھاکر دوارہ پنڈ بٹلی لال	۶۹	۱۶	چو پیا خانہ	۸۵
۹	جدید عمارات		۱۷	قومی عمارتیں	۸۶
۱	چیف کورٹ پنجاب	۷۱	۱۸	گرے پیل پبلک ٹرین بنگ	

صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون
۱۰۶		ملک کام کرنیوالی جماعتیں	۸۷		ٹاؤس۔ اور بعض دیگر مقامات
۱۰۸	۳۶	بنک	۹۱	۱۰	قابل دید کارخانے
۱۰۹	۲۷	لاہور کی سوغات	۹۲	۱۱	کالج۔ مدرسے اور تعلیم خانے
۱۰۹	۲۸	عام چیزیں کہاں سے دستیاب ہونگی	۹۴	۱۲	انجنیں۔ سماجیں اور سبھاں
۱۱۱	۲۹	عظیم الشان نمائش لاہور	۹۵	۱۳	گلاب۔ سوسائٹیاں
۱۱۲		۱۔ تہیہ	۹۵	۱۴	مشہور اخبار
۱۱۴		ب۔ اشیائے نمائش	۹۶	۱۵	بڑے بڑے چھاپے خانے
۱۱۴		ج۔ کھیل اور تماشے	۹۷	۱۶	لائبریریاں اور ریڈنگ روم
۱۱۵		پندرہ درجہ	۹۸	۱۷	لاہور کے دارالحکومت
۱۱۷		د۔ نمائش کے ٹکٹ	۹۹	۱۸	بڑے بڑے دفاتر
۱۱۷		ٹکٹ ملنے کے مقامات	۱۰۲	۱۹	کچھریاں
۱۱۷		ٹکٹوں کی شرح	۱۰۲	۲۰	ڈاکھانے
۱۲۰	۳۰	سواری گاڑیوں کا کرایہ نامہ	۱۰۳	۲۱	شفاف خانے
		<u>نقشہ</u>	۱۰۴	۲۲	تھکانے
۱	۱	۱۔ نقشہ شہر لاہور	۱۰۵	۲۳	سیر کے قابل باغات
۱۲	۲	۲۔ نقشہ سول سٹیشن	۱۰۶	۲۴	لاہور شیپ اور یادگار کی نشان
۱۲۰	۳	۳۔ نقشہ نمائش		۲۵	بعض کمپیاں۔ اینٹیاں اور

لاہور گائڈ

تھیل

لاہور میں ہندوستان کی عظیم الشان نمائش صنعت و
حرف متقدم ہونیوالی ہے۔ اور اسے دیکھنے کے لئے نہ صرف پنجاب
سے بلکہ تمام اطراف ہند سے ہزاروں نہیں لاکھوں اشخاص لاہور میں تشریف
لانے والے ہیں +

۲۔ کسی مشہور شہر میں پہنچ کر آدمی کو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ اس کی خوب جی
بھر کر سیر کریں۔ اور گھر جائیں تو جسے المقدور اس شہر کے چہ چہ سے واقف
اور باخبر ہو کر جائیں۔ لاہور بھی اپنی تاسیخی عظمت کی وجہ سے ایسے
ہی شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ اور ایک دفعہ آدمی اس میں وارد ہو کر
اس کی پوری طرح سیر کئے بغیر واپس نہیں ہو سکتا +

۳۔ لیکن نووارد اصحاب کو کسی بڑے شہر کی سیر میں ناواقفی اور
بیخبری کی وجہ سے جو دقتیں حائل ہوتی ہیں سب کو محال ہے علاوہ ازیں
اگر مشہور مقامات کو دیکھ بھی لیا۔ مگر ان کے پورے پورے حال سے آگاہی
نہ ہوئی تو سیر میں کیا لطف آیا۔ اس لئے جب تک ایک باخبر اور واقف

بد ساقہ آدمی کے ساتھ نہ ہو سیر کسی طرح مکمل نہیں ہو سکتی +

انہیں وجوہات کو مد نظر رکھ کر بزم اردو و لاہور نے نمائش میں آنے والے اصحاب کی آسانی کے لئے یہ گائیڈ مرتب کی ہے اور اس میں لاہور کی مکمل تاریخ - گذشتہ موجودہ حالت - قدیم و جدید عمارتوں - مزاروں - مقبروں - مندروں اور سماجیوں کا تاریخی حال لاہور کے مدرسوں - کالجوں - انجمنوں - سماجوں - دفاتروں - تجارتی کمپنیوں اور دیگر تمام ضروری امور کے متعلق کارآمد اور مفید معلومات بہم پہنچا کر ایک ایسا دلچسپ اور مفید آئینہ بنا دیا ہے - کہ جیب میں رکھ لیجئے - اور جہاں دل چاہے بے کشکے سیر کو چلے جایئے - نہ کسی سے پوچھنے کی حاجت ہے - نہ دریافت کرنے کی ضرورت ہر ایک بات خود بخود معلوم ہو جاتی ہے - اور سیر کا پورا پورا لطف آ جاتا ہے +

۴۔ ان وجوہات کے علاوہ ایک اور بات بھی ترتیب گائیڈ کی محرک ہوئی - اور یہ تھی - کہ جب سے ۱۸۵۷ء میں اے بہادر رانا کھنیا لال صاحب اگنیکٹو انجینئر کی کتاب "تاریخ لاہور" چھپ چکی ہے - پھر اردو میں کوئی ایسی کتاب لاہور کے متعلق تصنیف نہیں ہوئی - جس میں اس گذشتہ چوتھائی صدی کا بھی تذکرہ ہوتا اس لئے ضروری تھا - کہ لاہور گذشتہ ۲۵ سال میں جو رونق پائی ہے - اور بلحاظ تمدن و تہذیب اس عرصہ میں جو ترقی اسے حاصل ہوئی ہے - اسے بھی ایک کتاب کی صورت میں قلمبند کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی اہل عالم کو ان قدیم تاریخی عمارتوں

کی ایک جھلک رہی دکھادی جا۔ جنہیں مانہ کا ماتھ بڑی بیدردی مٹا رہا ہے اور شاید بہت دیر تک صفحہ ہستی پر قائم نہ رہنے دیگا +

۵۔ الغرض ان خیالات کی تائید میں گائیڈ کی ترتیب شروع ہو گئی۔ اور کچھ تو تاریخ لاہور، ہٹری آف لاہور، تحقیقات چشتی، اور چند دیگر کتابوں سے مدد لیکر۔ اور کچھ اپنی ذاتی کوشش سے بہت سی ایسی معلومات ہم پہنچ کر جن کا ذکر تاریخی کتابوں میں نایا ہے۔ یہ دلچسپ گائیڈ تیار کر دی گئی ہے جسے آج بڑی خوشی سے پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور یقین ہے کہ پبلک بھی اس ناچیز خدمت کو قبولیت کی نظر سے دیکھ کر بزم کی حوصلہ افزائی میں دریغ نہ کریگی +

۶۔ اگرچہ ”ایک گائیڈ“ جو صرف نووارد اصحاب کی آسانی کیلئے مختصر سیانہ پر مرتب کی گئی ہو۔ کسی شہر کے متعلق ”ایک مکمل تاریخ“ کا کام نہیں دے سکتی۔ لیکن پھر بھی اس گائیڈ میں جہاں کہیں کسی چیز کا تاریخی حال بیان ہوا ہے۔ وہاں پوری رنگ آمیزی نہیں کی۔ تو تاہم خاکہ ضرور کھینچ دیا گیا ہے کہ ایک فوٹو پڑھنے والے کی نظروں میں اس چیز کا اصلی نقشہ پھر جائے اور وہ اس کے پورے پورے حالات سے باخبر ہو سکے۔ اسلئے یہ گائیڈ جیسی نووارد اصحاب کیلئے مفید ہے۔ ویسی ہی مقامی اصحاب کیلئے ایک تاریخی معلومات کا گنجینہ ہے۔ اور انہیں لاہور کے متعلق تمام فردوسی حالات سے پوری طرح واقف کر سکتا ہے۔

بنابراین ہمیں یقین ہے کہ یہ مختصر گائیڈ تاریخی پہلو سے بزم اردو کے مقاصد کی تکمیل میں بھی ایک حد تک ضرور کامیاب ہوگی۔ اور اس کے سلسلہ تالیفات کا ایک مقبول نمبر شمار کیا جائے گا۔
لاہور۔ یکم دسمبر ۱۹۷۹ء بشیر حسین خاں پریسڈنٹ۔ چینمخش پبلشرز بزم اردو

لاہور سٹیشن پر آنے والی ٹرینیں

ٹرین نمبر	ٹرین نام	کھانسی آتی ہے	سٹیشن پر پہنچنے کا ٹھیکہ		نمبر پلیٹ فارم
			گھنٹہ	منٹ	
۱	یکسٹ	دہلی	۵	۴۰	۴
۲	پاسنجر		۶	۴۰	۴
۳	یکسٹ	لاٹل پور	۶	۴۲	۶
۴	فاسٹ پاسنجر	پشاور	۶	۰	۵
۵	بمبئی میل	بمبئی	۶	۱	۴
۶	پاسنجر	لودھیاباغ فریڈ	۶	۱۰	۱
۷	بھنڈہ میل	دہلی براہ بھنڈا	۹	۳	۱
۸	پاسنجر	ہردوار	۹	۳۱	۲
۹	امرتسر لوکل	امرتسر	۹	۵۳	۱
۱۰	یکسٹ	سیالکوٹ	۱۱	۱۵	۵
۱۱	کلکتہ میل	منگلہ گڑھ براہ منگلہ	۱۲	۳۰	۴
۱۲	پاسنجر	بھنڈا	۱۲	۵۰	۲
۱۳	کلکتہ میل	پشاور	۱۳	۲۰	۵
۱۴	پاسنجر	پٹھانکوٹ	۱۳	۲۷	۴

نمبر پست فارم	شیش پر پینچے کا ٹھیکہ		کہاں سے آتی ہے	نام	بکچ	نمبر
	منٹ	گھنٹہ				
۷	۲۷	۱۳	لائل پور	بکٹ	۲۲	۱۵
۵	۲۰	۱۲	لالہ موسے	پاسنجر	۶	۱۶
۲	۱۵	۱۶	پٹھانکوٹ	"	۱۵	۱۷
۵	۲۰	۱۶	لائل پور	بکٹ	۲۲	۱۸
۲	۲۳	۱۷	دہلی	پاسنجر	۲۷	۱۹
۲	۰	۱۸	پشاور	"	۱۲	۲۰
۲	۰	۱۸		"	۲۳	۲۱
۲	۰	۱۶	اتر تھر	نمبر تھر نوکل	۱۹۹	۲۲
۱	۵۵	۹۹	راجپوتہ براہمچند	پاسنجر	۱۳	۲۳
۲	۹	۲۰	دہلی	فاسٹ پاسنجر	۱۷	۲۴
۲	۳۵	۲۰	کراچی	کراچی میل	۷	۲۵
۱	۲۲	۲۰	پٹھانکوٹ	پاسنجر	۲۱	۲۶
۵	۱۶	۲۱	بمبئی براہ	بمبئی میل	۴	۲۷
			پانی پت			
			کرنال			
۸	۲۵	۲۱	لائل پور	بکٹ	۲۴	۲۸

لاہور سٹیشن سے جانیوالی ٹرینیں

نمبر ٹرین کا مقام	روانگی کا ٹھیک وقت		کہاں جاتی ہے	نام	نمبر ٹرین	پلاٹ نمبر
	منٹ	گھنٹہ				
۷	۳۶		لائل پور	مکسڈ	۴۱	۱
۵	۴۵	۶	پٹھانکوٹ	پاسنجر	۶۸	۲
۶	۲۰	۷	راجنپور براہ پٹنہ	"	۱۲	۳
۴	۴۱	۷	بمبئی ہائی پوائنٹ	بمبئی میل	۳	۴
۵	۴۳	۷	دہلی براہ میرٹھ	فاسٹ پاسنجر	۱۸	۵
۲	۰	۸	کراچی	کراچی میل	۸	۱
۶	۳۵	۸	کوٹہ سیٹھ پور	پاسنجر	۴۶	۷
۵	۰	۱۰	پٹھانکوٹ	پاسنجر	۱۶	۸
۳	۰	۱۰	لائل پور	مکسڈ	۴۷	۹
۵	۳۵	۱۰	دہلی	پاسنجر	۲۸	۱۰
۲	۵۵	۱۰	لالہ موسیٰ	"	۵	۱۱
۵	۵	۱۳	امر تسر	امر تسر لوکل	۲۰۶	۱۲
۲	۱۰	۱۳	پشاور	کلکتہ میل	۱	۱۳
۶	۴۰	۱۳	لودھیہ براہ فیروز	پاسنجر	۳۴	۱۴

نمبر پلٹ فارم	روانگی کا ٹھیکہ و ت		کمان جاتی ہے	نام	نمبر	پلاٹ
	گھنٹہ	منٹ				
۵			۱۲	کلکتہ میل	۲	۱۵
۲	۲۰		۱۲	مکسڈ	۶۹	۱۶
۵	۵		۱۵	پاسنجر	۶	۱۷
۶	۳		۱۵	بھٹنڈا	۶۰	۱۸
۲	۲۹		۱۷	سیالکوٹ	۱۱	۱۹
۶	۳۵		۱۸	بھٹنڈا میل	۱۰	۲۰
۲	۳۷		۱۸	مکسڈ	۲۷	۲۱
۵	۵۰		۱۸	پاسنجر	۲۲	۲۲
۶	۲۵		۱۹	کراچی	۲۴	۲۳
۵	۵۵		۲۰	امرتسر لوکل	۲۰۸	۲۴
۵	۳		۲۲	بمبئی میل	۴	۲۵
۲	۱۲		۲۲	فاسٹ پاسنجر	۱۷	۲۶
۵	۵۵		۲۲	پاسنجر	۱۳	۲۷
۳	۳۰		۲۳	مکسڈ	۱۹	۲۸

قلیدوں کی مزدوری ۱۔ سیشن کے پلٹ فارم پر قلی کی مزدوری فی بندہ ۱۱ روپیے مقرر ہے
 ۲۔ سیشن کے باہر شہر کے کسی مقام تک اسباب پہنچانے کے لئے
 ایک آٹے سے چار آٹے تک مزدور مل سکتا ہے +

ہوٹل ریفرنٹسٹوم اور سرانیں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
براگٹنر اینڈ سنز ہوٹل	میکلوڈ روڈ	انگریزی	وائٹ ٹاؤن ہوٹل
نیو سنٹرل ہوٹل	ایمپرس روڈ	سنی ویو ہوٹل	ایمپرس روڈ
چترنگ کراس ہوٹل	ایجرن روڈ	سینٹ جونز ہوٹل	ایمپرس روڈ
نیڈو ہوٹل	ایمر مال	نیو ایپرل ہوٹل	ایمپرس روڈ
مہندو ہوٹل	چیمبر لین روڈ	ولیسی ہوٹل	چٹرجی روڈ
کھارت ہوٹل	کشمیر مہندو ہوٹل	حمید یہ ہوٹل	انارکلی متصل ہری
آریہ ہوٹل	سرکار وڈ شاہی محل	اسلامی ہوٹل	بیرون کشمیری ہوٹل
انارکلی مہندو ہوٹل	رومارید روڈ	پنجابی مہندو ہوٹل	انارکلی
پبلک مہندو ہوٹل	چنگڑ محلہ روڈ	محمد بن ریفرنٹسٹوم	ریکو سٹیشن
کشمیر مہندو ہوٹل اینڈ ریفرنٹسٹوم	گنپت روڈ	مہندو ریفرنٹسٹوم	

ان کے علاوہ لاہور میں پھرنے کے حسب ذیل مقامات اور بھی ہیں:-

۱۔ سرائے انارکلی (پبلک)

۲۔ سرائے سلطان لند بازار (۷)

۳۔ مسافرخانہ متعلق شوالہ پنڈت بیانی انارکلی صرف مہندوؤں کے لئے



مقامات شہر

- | | |
|----------------------------|-----------------------------|
| ۱۰- گلے مندی - واٹرکس | ۱- شاہی مسجد |
| ۱۱- چوک چرن سنگہ | ۲- حضور علی بارغ و بارہ دری |
| ۱۲- موتی بازار | ۳- سادہ پچیسنگ |
| ۱۳- پیرامندی | ۴- سادہ گرواجمن جی |
| ۱۴- مسجد وزیر خاں | ۵- سوتر مندی |
| ۱۵- کوٹوالی و چوک وزیر خاں | ۶- گشتی |
| ۱۶- چوٹے مندی | ۷- سیدہ منشا |
| ۱۷- کشمیری بازار | ۸- نہاری مندی |
| ۱۸- نہری مسجد | ۹- دھروالی |
| ۱۹- قبل بازار | |
| ۲۰- چوہٹہ منقی باقر | |
| ۲۱- چوک نواب صاحب | |
| ۲۲- انگریزوں کا قبرستان | |
| ۲۳- ٹاؤن گنڈ | |
| ۲۴- کارخانہ میلارام | |
| ۲۵- ریلوے ٹیکنیکل اسکول | |

(۷۸۶)

لاہور گائڈ

لاہور کی مختصر تاریخ - اور گزشتہ موجودہ حالت

وجہ تسمیہ

کہتے ہیں لاہور کو سری راجندر جی کے صاحبزادہ راجہ لوہ
بے بسا یا تھا۔ ویشوا بھاکا میں اس کا نام لوپور لکھا ہے جو اب
ٹکرا لاہور ہو گیا۔ قدیم تاریخ راجپوتانہ میں اس کا نام لوکوٹ
تھ رہا ہے۔ اور اگلے مسلمان ٹوٹنے سے الہ وار۔ لہار۔ لہانور۔
لہار وار لہور لکھتے رہے ہیں۔

مختصر تاریخ

بنائے لاہور کی مندرجہ بالا روایت کتب اہل ہندو سے حاصل

ہوئی ہے۔ مگر بعض یورپین مؤرخ اس سے اختلاف کرتے
اور اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ لاہور کی بنیاد ہی راجپوتوں کے ہاتھوں
سنہ ۱۰۰۰ء کی پہلی یا دوسری صدی کے قریب ہوئی ہے۔ کیونکہ یونانی
نے لاہور کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان
آنے کے وقت تک لاہور نہیں بناتھا۔ لاہور کا پورا تاریخ ذکر
ہیون شانگ نے ۱۳۰۰ء میں لکھا ہے۔

دسویں صدی کے انجام پر لاہور برہمنی راجوں کی ایک شاخ
کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے آخری راجہ جے پال کو ۹۸۰ء میں
سکانتکین نے شکست فاش دی محمود نے اگرچہ جے پال کو
سنہ ۱۰۰۰ء میں اور انہ پال کو ۱۰۰۰ء میں شکستیں دیں مگر وہ لاہور
میں اپنے حملہ کے بیس سال بعد داخل ہوا۔ ۱۰۳۶ء میں لاہور سلطان
غزنوی کا دارالخلافہ قرار پایا۔ اور ۱۰۴۰ء میں ملک ایاز بہار
کا حاکم مقرر ہوا۔ جسے بعض مسلمان لاہور کا بانی سمجھتے ہیں
محمد غوری کی وفات پر ۱۰۰۰ء میں قطب الدین ایبک لاہور میں
نشین ہوئے۔ اور ۱۰۲۱ء میں سلطان شمس الدین التمش لاہور
برقالبض ہوئے۔ اس کے بعد ایک صدی تک لاہور مغلوں
حملوں کی زد میں رہا۔ اور گاہے گاہے گھڑوں کے ہاتھ بھی
آتا رہا۔ ۱۳۹۰ء میں تیمور کی فوج نے اسے تباہ کیا اور پھر

۱۲۱۲ء میں بھلول لودی اس کا حاکم مقرر ہوا۔ ابراہیم لودی کے صوبہ دولت خاں لودی نے لاہور میں سرکشی کی اور باہر کو امداد کے لئے بلایا۔ اور اس طرح ۱۵۲۴ء میں سلطنت مغلیہ کی بنا پڑنی شروع ہوئی *۔

یہ زمانہ لاہور کی تاریخ کا زریں زمانہ ہے اور ان دنوں بوجہ دار الخلافہ سلطنت ہونے کے لاہور مزاح خلافت بن گیا۔ ۱۵۵۴ء میں داخل لاہور ہوا اور بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ ۱۵۸۳ء سے ۱۵۹۸ء تک اکبر ہیں اپنا دربار کرتا رہا۔ اس نے قلعہ کو کشادہ کیا۔ اور شہر کے گرد فصیل کھنچوا دی۔ جہانگیر نے بھی اپنا قیام لاہور ہی میں کیا اور ۱۶۰۵ء میں وفات پاکر شہرہ میں مدفون ہوا۔ قلعہ میں خوابگاہ۔ موتی مسجد اور شہر کے باہر مغیرہ انارکلی اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ خوابگاہ کے بائیں ہاتھ ہندو عمارت شاہجہاں کی تعمیر کردہ ہیں۔ مین ریح۔ نو لکھا اور شیش محل اب تباہ لپٹے بنانے والے کی یاد میں اسی آیت تائب سے کھڑے ہیں۔ ۱۶۲۸ء سے ۱۶۵۷ء تک لاہور علی حردان خان اور سیم عالم الدین المعروف وزیر خان کے زیر حکم رہا۔ مسجد والی انکے مسجد وزیر خان چوہدری۔ شالامار باغ وغیرہ یہ سب اسی زمانہ کی یادگار ہیں۔ اورنگ زیب کے وقت سے دہلی میں زیادہ رونق ہونے لگی اور

دار الخلافہ کی وجہ سے لوگ وہاں جلدی شروع ہو گئے۔
 تاہم وسیع اور عالی شان شاہی مسجد اور رنگ زیب ہی نے ہوائی
 تھی۔ اس کے بعد کوئی قابل ذکر عمارت لاہور میں نہیں بنی۔
 محمد شاہ کے زمانہ سے انیسویں صدی کے شروع تک لاہور
 پر نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملے ہوتے رہے اور عالی شان
 دار الخلافہ صرف ٹوٹے پھوٹے کھنڈرات اور اینٹوں کا ڈھیر
 سا رہ گیا۔

بہت سے تغیر و تبدل ہونے کے بعد ۱۷۹۷ء سے ۱۷۹۷ء
 تک سکھوں نے لاہور پر حکومت کی اور ۱۷۹۷ء میں شاہ زمان
 نے آکر ان سے خراج لیا۔ اور پھر دوسرے سال یحیٰی سنگھ
 سے فوجی ہو کر اسے باقاعدہ حاکم مقرر کیا۔ اس وقت سے لاہور
 پھر کچھ عرصہ کے لئے صدر مقام بنکر رونق پذیر ہو گیا۔ مہاراج
 نے اپنے زمانہ میں تمام قابل عمارتوں کے پتھر اتروا کر امرتسر
 بھیجوا دیئے۔ اور بہت سی عمارتوں کو بالکل خاک میں ملا دیا۔
 اور پھر سب سے بڑی یادگار ایک بارہ دری چھوڑی جو جنوبی باغ
 میں بنی ہوئی ہے۔ یحیٰی سنگھ کے مرنے پر ایک سال کے لئے
 کچھ دن سکھ اور ایک دن کے لئے لوہا ل سنگھ راجہ ہوئے
 ان کے بعد شیر سنگھ فوج کی امداد سے لاہور پر متصرف ہو کر

راجہ تسلیم کیا گیا۔ مگر ۱۸۴۳ء میں اجدیت سنگھ سندھیا نوالہ کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ پھر ولیم پ سنگھ راجہ اور ہیرا سنگھ ولد دھیان سنگھ اس کا وزیر مقرر ہوا۔ ہیرا سنگھ کی وفات پر جواہر سنگھ اور اس کی بہن رانی چنداں کے ہاتھ حکومت آئی۔ مگر خالصہ فوج بڑے زوروں پر تھی۔ اور سرکار برطانیہ کے ساتھ ۱۷۔ نومبر ۱۸۴۵ء کو جنگ کا اعلان کیا گیا۔ نتیجہ کو عبور کر کے نئی مقامات پر لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار انگریزی فوج لاہور میں داخل ہو گئی اور ۱۸۴۶ء میں ولیم پ سنگھ کی صغیر سنی کی وجہ سے کونسل آف ریجنسی قائم کی گئی۔ مگر خالصہ فوج نے پھر شورش کی اور آخر لاہور ۲۶ مارچ ۱۸۴۸ء کو دلیپ سنگھ باقاعدہ طور پر شیش محل میں تخت سے اتارا گیا۔ اور سرکار انگریزی نے عنان حکومت خود اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اس طرح لاہور نے اپنی کھوئی ہوئی عظمت پھر اس عہد مہلت میں حاصل کی۔

گزشتہ اور جوہر حالات

لاہور کی گزشتہ رونق کا زمانہ عہد ہمایوں سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ شہر کئی مرتبہ بسا اور اُجڑ گیا۔ مگر جو رونق اور شان سے شہان مغلیہ کے زمانہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس سے

پہلے کبھی صال نہ ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں شہر کے اہر آبادی کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی۔ اور محوڑے عرصہ میں پانچ پانچ۔ چھ چھ میل تک جنوب اور شرق میں محلہ ہی محلہ آباد ہو گئے۔ ان محلوں کی تعداد ۳۶ کے قریب ہے۔ مگر ان میں (۱) گز رنگر خان (۲) محلہ مزنگ (۳) محلہ موج دریا بخاری (۴) محلہ شاہ چراغ (۵) محلہ دولاواڑی (۶) محلہ شاہ شرف (۷) محلہ لکھی (۸) محلہ دگاہی شاہ (۹) محلہ شاہ بدر (۱۰) محلہ خوجان (۱۱) محلہ جاٹ پورہ (۱۲) محلہ میانی (۱۳) محلہ دائی لاڈو (۱۴) محلہ زین خاں (۱۵) محلہ پیراں (۱۶) محلہ دائی انگا (۱۷) محلہ سید سہر (۱۸) محلہ تیل پورہ (۱۹) محلہ گنج (۲۰) محلہ قصاباں (۲۱) محلہ مغل پورہ (۲۲) چوک دار وغیرہ بڑے مالدار اور بارونق محلے تھے۔ ان میں بڑی بڑی عالیشان حویلیاں۔ لاکھوں کی لاگت کے مکان اور شاندار مسجدیں بنی ہوئی تھیں۔

مگر عالمگیر کے بعد لاہور کی رونق میں زوال شروع ہوا۔ اور ہرنایہ کی طاقت املو کی اسے صدمہ پہنچاتی رہی۔ حتیٰ کہ جب سکھوں کی لوٹ مار شروع ہوئی۔ تو گویا ان محلوں پر آفت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ شکر غارتگروں نے بڑی بے دریستہ نہیں لوٹا۔ بے چراغ کیا اور عالیشان حویلیوں کو آگ لگا لگا کر خاک سیہ نہا دیا۔

جب ہمارا جد بخت سنگھ کا زمانہ آیا تو صرف حصار شہر کے اندر آبادی موجود تھی اور باقی محلے محض دیران کھنڈ پر پڑے ہوئے تھے۔ اُس زمانے میں ان کی اینٹیں کبھی شروع ہوئیں اور چالیس سال تک کشمیری خشت فروشوں نے زمین کھود کھود کر اینٹیں نکالیں اور بیچیں۔ مگر ساتھ ہی شہر کے جنوب کی طرف کچھ باغ لگے اور بعض بعض مکان بھی بننے شروع ہوئے۔ آخر دولت برطانیہ کا زمانہ آیا اور آبادی نے ترقی شروع کی۔ اگرچہ شہر کے مشرق کی طرف ابھی پوری آبادی نہیں ہوئی ہے۔ اور مغلیہ زمانے کے چند محلوں کی زمین تاحال زراعت کے کام آ رہی ہے مگر شہر کے جنوب اور جنوب مشرق کی آبادی اپنی اُسی گزشتہ شان کو پہنچ گئی ہے۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں۔ سرکاری دفاتر کالج اور صاحب لوگوں کی کوٹھیاں بن گئیں۔ سڑکیں نکلیں جن پر صفائی اور بجلی کی روشنی کا انتظام کیا گیا۔ اور اس سر زمین کو آباد کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

فصل اکبر نے شہر کے گرد ایک مضبوط اور بلند دیوار قائم کی تھی۔ بخت سنگھ نے اُس کے گرد ایک پختہ اور عمیق خندق کھدوائی۔ اور ہر ایک دروازے کے سامنے اُس پر پل بنا کر پل کے پاس ایک ایک اور پختہ دروازہ بنوایا۔ اور اس طرح شہر

کو نہایت مستحکم اور مضبوط کیا۔ مگر ۱۸۹۲ء میں میونسپل کمیٹی نے
فصل کو گرا دیا۔ اور خندق کو پُر کر کے اُس پر باغ لگوا دئے۔
جس سے شہر کی ہوا صاف اور رونق دو بالا ہو گئی ۔

دروازے اس فصیل میں تیرہ دروازے تھے جن میں سے
شاہ عالمی۔ ٹوٹاری۔ روشنائی اور موٹری دروازے قدیم طرز میں اب
موجود ہیں۔ دہلی۔ بھائی۔ مٹی۔ کشمیری اور خضریٰ ریشتر الخالدروازے
جدید طرز کے حال میں بنوائے گئے ہیں۔ بٹی۔ اکبری۔ موچی اور
دکشتالی دروازے فصیل کے ساتھ بالکل گرا دئے گئے۔ اکبری۔ موچی
کے آگے ایچس گینج کا دروازہ شہر کے دروازہ کا دوسرا رہا ہے
اور دہلی دروازہ کے اوپر دونوں طرف کئی کئی وسیع کرے بنائے گئے ہیں
جن میں ایک طرف پولیس رہتی ہے اور دوسری طرف شہر کے
آزیری محسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں ۔

بازار اگرچہ عہد مغلیہ میں یہاں بڑے بڑے بارونق بازار تھے
جن میں سے بازار دلکشا اور ترلوپیہ خاص شہرت رکھتے تھے
مگر اب نہ وہ موجود ہیں اور نہ ان کا نشان۔ ایک اور شاندار
بازار روشنائی دروازہ سے ہیرامنڈی تک تھا۔ گروہ بھتیوانین
قلو کی پابندی میں گر کر نابود ہو چکا ہے۔ آج کل شہر کے اندر
چوک وزیر خاں۔ کشمیری بازار۔ دہلی بازار۔ بزاز مہٹہ۔ کشمیر مہٹہ۔

رنگ محل۔ مچھی بٹہ۔ لٹاری منڈی۔ گمٹی اور چھپتہ بازار آباد اور
بارونق خیال کئے جاتے ہیں۔ ان میں مختلف قسم کی چیزیں
خریدت ہوتی ہیں۔ روزانہ ضروریات کا سامان ہر وقت ہتیا رہتا
ہے۔ ان کے علاوہ دروازہ کے باہر لٹا بازار بھی جو مہیاں
سلطان کا بنوایا ہوا ہے آباد بڑیوں میں گنا جاتا ہے۔ گرسب سے
زیادہ بارونق اور شاندار بازار اٹار کلی ہے۔ یہ لواری دروازہ سے
مارکیٹ تک اور وہاں سے شملہ تک بڑی بڑی شان سے چلا گیا
ہے۔ اس میں بڑے بڑے مکان۔ تجارتی کمپنیوں کے دفتر۔ ایجنسیاں
بنک اور انگریزی ٹیشن کی خوبصورت اور خوشنما دکانیں بنی ہوئی
ہیں۔ اور تمام شہر میں ہی بازار سب سے زیادہ وسیع۔ فراخ اور
خوبصورت ہے۔

صفائی اس شہر کی آبادی بڑی گنجان اور کلی کو چہ نہایت تنگ
ہیں۔ اور اس پر بھی مکانات تین تین چار چار منزل تک بلند
اٹھائے جاتے ہیں بعض بعض کو چہ تو ایسے ہیں کہ وہاں دن
بھر میں دھنڈ کے لئے بھی دھوپ نہیں آتی یہی وجہ ہے
کہ اکثر صفائی کی شکایت رہتی ہے۔
سکھوں کے زمانہ میں یہ شہر نہایت گندہ تھا۔ کوچوں۔
محلوں اور بازاروں میں کوڑے اور میلے کے انبار پڑے ہوتے

تھے۔ سینکڑوں مردار جانوروں کی لاشیں گھلتی اور سڑتی رہتی
 تھیں۔ نالیاں نیچ میں بنی ہوئی تھیں جن سے ہر وقت بازاروں
 میں کچھڑتا تھا۔ نہ بد روئیں تھیں اور نہ کوئی محکمہ صفائی۔ کبھی
 بارانِ رحمت آکر اس غلاطیت کو بہا لے جائے تو خیر ورنہ شہر والے
 فحشے اور گندگی اور اس کا تعفن۔ بازاروں میں اکثر امرا کے
 ہاتھی اور گھوڑے گزرا کرتے تھے اور ان کے پیروں سے تھنٹھیں
 اڑاڑ کر رہائیوں اور دکانداروں کے کپڑے خوب رنگے جاتے
 تھے۔ مگر عہدِ برطانیہ میں میونسپل کمیٹی بنی۔ اس نے شہر سے باہر
 سڑکیں بنوائیں۔ بازاروں میں کنکریں ڈالے۔ گلی کوچوں میں ٹشٹیں
 بچھوائیں۔ محکمہ صفائی مقرر کیا۔ اور صفائی کا وہ انتظام کیا کہ
 دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ صفائی کے علاوہ شہر میں گیس کی
 اور سڑکوں پر بجلی کی روشنی لگوائی۔ دفتروں اور کچھروں میں بجلی
 کے پنکھے پہنچائے۔ اور شہر میں پانی کے نل لگوا کر گویا امرت
 کی نہریں بہا دیں۔ محکمہ تار نے ٹیلیفون کا جال بچھایا اور تمام
 شہر کو اس سرے سے اس سرے تک ایک سلسلہ میں جکڑ دیا۔

باشندے

اس شہر میں ”جڑی تو میں“ آباد ہیں مسلمان اور ہندو جن میں کچھ بھی

شامل ہیں۔ کچھ عیسائی بھی ہیں مگر بہت تھوڑے۔ ان کے علاوہ سول
 سٹیشن میں بہت سے یورپین اصحاب بھی رہتے ہیں جن میں
 سے بڑی تعداد حکام کی ہے۔ اور بعض تجارت وغیرہ کرنے
 ہیں۔ اصلی باشندوں کے ماسوا ایک بڑی تعداد ان پرالیوں
 کی ہے جو دفاتر میں ملازم ہیں۔ کچھ عرصہ سے ایوب خاں اور
 ان کے ہمراہیوں نے آکر شہر کی آبادی میں خاص اصناف
 کر دیا ہے +

۱۹۰۶ء کے اخیر میں شہر اور بیرونی حصوں کو ملا کر لاہور
 کی اصلی آبادی ۱۶۱۲۰۰ تھی +

تعلیم

لاہور میں تعلیم کا بڑا چرچا ہے۔ اور والدین اپنے بچوں کو
 تعلیم سے محروم رکھنا پسند نہیں کرتے۔ سرکار کی طرف
 سے بہت سے مدرسے اور کالج لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم
 کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر ایک قوم اور
 فرقہ نے بھی اپنی اپنی کوشش سے اپنے قومی مدارس اور کالج
 الگ بنائے ہوئے ہیں جن میں اپنے بچوں کو مروجہ تعلیم کے
 علاوہ مذہبی تعلیم بھی دیتے اور ان کی تربیت میں پوری کوشش

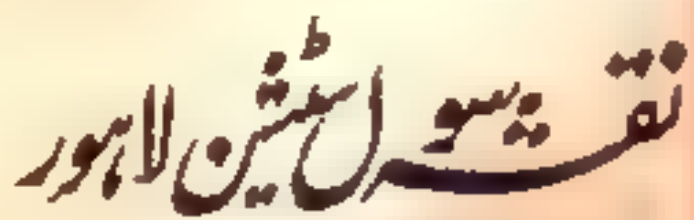
کرتے ہیں +

اگر غور سے دیکھا جائے تو جس قدر مدرسے اور کالج مختلف علوم و فنون کی تعلیم کے لئے لاہور میں موجود ہیں۔ شاید ہی ہندوستان کے کسی شہر میں اس کثرت سے پائے جائیں۔ اس لئے اگر تعلیمی پہلو سے لاہور کو ایک بظہیر شہر کہا جائے تو بالکل بجا اور مناسب ہے۔

علمی اور قومی مشاغل

ہر ایک قوم اور فرقہ نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق بہت سے علمی مشغلات اور دلچسپیاں پیدا کر رکھی ہیں۔ کلب ہیں سوسائٹیاں ہیں۔ انجمنیں ہیں اور ریڈنگ روم ہیں۔ شاید ہی لاہور میں کوئی ہفتہ خالی جاتا ہوگا جس میں دو تین علمی جلسے اور لیکچر وغیرہ نہ ہوتے ہوں۔

علمی مشاغل کے علاوہ ہر ایک فرقہ نے اپنے اپنے مذہب اور قوم کی ہمدردی کے لئے انجمنیں۔ سماجیں اور سمجھائیں قائم کر رکھی ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی مجلسیں شاندار قومیں خدمات سر انجام دے رہی ہیں۔ ہندو مسلمانوں کی طرف سے کئی یتیم خانے ہیں۔ جن میں لاوارث اور یتیم بچے پرورش پاتے اور تعلیم حاصل کرتے ہیں۔



۴۔ ڈی۔ اے۔ دی اسکول
۵۔ مفید عام پریس
۶۔ گول باغ
۷۔ ٹون ہاں



مقامات

- | | | |
|-------------------------------|--------------------|------------------------------|
| ۱۲۔ میڈیکل کالج و میرا ہسپتال | ۱۶۔ مشن کالج | ۲۰۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ |
| ۱۳۔ ٹیلرنگ | ۱۷۔ دفتر اکوئٹنٹ | ۲۱۔ جینرل گراس و ت ملکہ سنٹر |
| ۱۴۔ بڑا ڈاک خاد | ۱۸۔ چیف کورٹ پنجاب | ۲۲۔ نیڈ و سوشل |
| ۱۵۔ بنگلہ نمک | ۱۹۔ کٹیجہ ریل | ۲۳۔ جبر یا قادی |

تجارت اور صنعت و حرفت

اگرچہ لاہور کوئی تجارتی شہر نہیں۔ پھر بھی لاکھوں روپے کے مال باہر سے یہاں بکنے کو آتا اور ہزاروں کا یہاں سے باہر جاتا ہے۔ درآمد میں زیادہ تعداد انگریزی سامان اور کپڑے کی ہوتی ہے۔ ٹھوڑے عرصہ سے کچھ کچھ سودیشی کا چرچا بھی ہو گیا ہے۔ لیکن اس کی طرٹ عام میلان کم ہے۔ لاہور سے باہر جانے والی چیزوں میں لوٹیاں، چادریں، سوسیاں، چوڑیے، گلابدن، لنگیاں، ہاتھی دانت، چندن اور چکڑی کے کنگھے کنگھیاں، ریشمی کمر بند، جٹلے، پنجابی جوتیاں اور بیہ مشک کی ٹانگ یا ڈھٹی بننے، حرشت کے لحاظ سے لاہور میں سچے اور پشیمندہ کا کام چھانٹا ہے۔ دریائی، گلابدن، سوسی اور چوڑیا بھی قابل تعریف بنایا جاتا ہے۔ تانبے اور پیتل کے برتن بھی اچھے ہوتے ہیں۔ گولہ ٹیپا بھی بنتا ہے اور اور بھی جھوٹا موٹا کام ضرورت ملک کے مطابق تیار ہوتا رہتا ہے +

اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم لاہور کی مختلف عمارات اور قابل دید مقامات کا ذکر کرتے اور آپ کو ان کی سیر کراتے ہیں +

قدیم عمارات

مسجد وزیر خاں

جائے وقوع۔ چوک وزیر خاں

یہ مغلیہ طرز کی مسجد حسن عمارت کا بہترین نمونہ اور شہر لاہور کا زیور ہے۔ اسے ۱۶۳۷ء میں شیخ علم الدین انصاری ^{طی} وزیر خاں نے تعمیر کرایا۔ شیخ موصوف شاہی حکیم اور شہزادہ خرم (شاہجہاں) کے منظر نظر تھے۔ جنہیں خرم نے تخت پر بیٹھتے ہی صوبہ لاہور کا وائس مقرر کر دیا تھا۔

دہلی دروازہ سے داخل ہوں اور چوک وزیر خاں میں پہنچیں تو سامنے ہی مسجد کی بیرونی دیوار رخت آئنا نظر آتی ہے۔ جس کے عین وسط میں ایک رفیع الشان دروازہ ہے۔ اوپر چڑھنے کو سیڑھیاں بنی ہیں۔ سیڑھیاں چڑھ کر گویا آپ مسجد کی ڈیوڑھی میں پہنچے۔ ڈیوڑھی باندھ سطح پر ڈاٹ وار چھت کے نیچے واقع ہے اور زمین طرف سے لوگ اس میں آسکتے ہیں۔ چوتھی طرف پھر ایک دروازہ مسجد کے اونچے پلیٹ فارم پر کھلتا ہے۔ اور

مسجد کی خوبصورت پیشانی اور وسیع صحن کی بہار دکھاتا ہے۔ مسجد کی بیرونی دیوار اور ڈیوڑھی کے آثار اگرچہ اب کچھ دھندلے ہو گئے ہیں۔ مگر نقش و نگار صاف دکھ دیتے ہیں کہ یہ مسجد گاہِ رفعت پناہ زیورِ صنعت سے مجلا اور بہترین نقوش سے مزین بنائی گئی ہے۔ صحن میں داخل ہو کر چاروں طرف نظر دوڑائے اور خوشنما بیل بوٹوں کی بہار ملاحظہ فرمائے۔ سب اسی آب و تاب سے چمکتے ہیں۔ گویا ابھی ابھی کاریگر کا ہاتھ اُن پر سے اٹھا ہے۔ صحن میں ایک آبِ مصفا سے لبالب حوض و صنو کے واسطے موجود ہے اور سامنے پانچ رفیع الشان مغلیہ محرابوں والے در ہیں جن کے اندر گنبد دار چھت کے نیچے نماز گزاری جاتی ہے۔ صحن کے چاروں کونوں پر چار بلند مینار چینی کا خوبصورت جامہ پہنے یوں مژدب کھڑے ہیں جس طرح ہاتھ باندھے سپاہی پہرہ دے رہے ہیں۔ اس مسجد کا انتظام بموجب وصیت نامہ وزیر خاں متوکیوں کے ہاتھ میں ہے۔ موجودہ متولی ڈاکٹر مرزا انور علی بیگ ہیں جو شیخ علم الدین موصوف کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ صحن مسجد کی بائیں جانب ایک تہ خانہ ہے۔ جہاں لکڑی کی خرابدار چھت کے نیچے سید محمد اسحاق میران بادشاہ کا خوض۔ پیرامن اور بارعب مزار ہے۔ جو شہنشاہی میں تیار ہوا تھا۔

شہری مسجد

جہانے وقوع۔ ڈبئی بازار

یہ سونے کی چوٹی والی طلائی زیور سے آراستہ مسجد کشمیری بازار کے انجام پر بنی ہوئی ہے۔ سامنے چڑھنے کی خوبصورت سیڑھیاں ہیں جنہیں ۱۸۷۷ء میں کرنل لنسڈے صاحب نے اس مکان کو گرا کر تعمیر کرایا ہے جو قریباً ڈیڑھ صدی سے دروازہ مسجد کا حاجب چلا آتا تھا اب

اس مسجد کو نواب سید بھکاری خاں نے ۱۸۷۳ء میں تعمیر کرایا۔ یہ ایک چھوٹی سی گٹھی ہوئی خوبصورت عمارت ہے اور اگرچہ اس کی تعمیر میں کوئی واقعی خصوصیت نہیں لیکن اس کے تین شہری گنبد اکیس چھوٹی برجیاں اور دو بلند مینار جن پر طلائی ٹوہپیاں رکھی ہیں دوپہر یا سہ پہر کو جبکہ سورج کی سرخ اور ڈھلتی کرنیں اُن پر پڑ رہی ہوں۔ ایک عجیب بہار دکھاتے ہیں۔
سکھوں کے دور حکومت میں اکالوں نے اس مسجد پر قبضہ کیا۔ فرش کو گوبر سے لپیلا اور گرنفقہ صاحب رکھ کر اس کا پانچہ شرع کر دیا۔ لیکن فقیر عزیز الدین اور فقیر نور الدین کی کوشش سے

گلوہشتی مقرب ہمارا چرخیت سنگھ کی سفارش پر پھر یہ مسجد مانوں
 کو ان شرطوں پر بحال کی گئی کہ اذان بلند آواز سے نہ دی جائے
 اور دکانوں کا کرایہ دربار امرتسر کی نذر ہو۔ حکومت برطانیہ نے
 کنریل فٹنڈ صاحب کی سفارش پر دکانیں بھی مسجد کے لئے
 اگزار کر دیں ہیں۔ اور اب اس مسجد کا اہتمام انجمن اسامیہ
 پنجاب کے ہاتھوں میں ہے جو اس کی رونق و آبادی میں ہر
 طرح کوشاں ہے۔

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے اس کے میناروں کی
 دونوں سنہری برجیاں گر پڑی تھیں مگر انجمن نے ان کی فوراً
 تعمیر کر کے پہلے سے زیادہ مضبوط بنوا دیا۔

حضورِ نبی باغ اور بارہ درمی

جلئے وقوع۔ روشنائی دروازہ

شاہی مسجد اور قلعہ کے مابین وہ جگہ ہے جسے شاہنشاہ
 اورنگ زیب نے بطور سرے زائرین اور طلباء کے لئے بنوایا تھا
 اس کے وسیع صحن میں ہمارا چرخیت سنگھ کا بنوایا ہوا باغ ہے
 جسے حضورِ نبی باغ کہتے ہیں۔ اللہ اللہ اس سرزمینِ خیر ایسے ایسے

عایشان جلوس اور عظمت و جبروت کے نظارے دیکھتے ہیں۔
 کہ جنہیں دیکھ کر برہنہ جیسا سیاح جہاں بھی پکار اٹھا کہ ”واقعی
 عظمت اور شاہی جلال اس کو کہتے ہیں“ +

جنوبی دروازہ کے ساتھ چودہ منزلہ عمارت اب طلبہ اسے
 اور نیٹل کالج کا سکن ہے۔ اس میں شاہی مسجد کے طلباء آکر پڑھتے
 تھے۔ ہمارا جد کا گلاب خانہ اسی عمارت میں زیر اہتمام فقیر نور الدین حکیم
 شاہی قائم کیا گیا تھا۔ جس میں عرق بید مشک و گلاب کی کشید
 ہوتی تھی۔ اور سچے محدثات کے مجون تیار کئے جاتے تھے +

وہ سنگ مرمر کی دو دھیا بارہ دری جو وسط باغ میں عین
 اس طرح واقع ہے جیسے انگشتی میں نگینہ۔ شاہی ہمارا
 نے بڑے شوق سے بنوائی تھی۔ اور اس کی تعمیر کے لئے مقبرہ
 زبید بیگم و مقبرہ شاہ شرف اور ان کے علاوہ کئی اور مسلمان
 مقبروں کو منہدم کر کے پتھر حاصل کیا گیا تھا +

یہ بارہ دری ۲۵ فٹ لمبی اور ۲۴ فٹ ۶ انچ چوڑی ہے۔
 اس کی دو منزلیں ہیں۔ نیچے ایک تہ خانہ ہے۔ اس کی چھت

لہ زبید بیگم کا خستہ حال مقبرہ نوں کوٹ میں موجود ہے مگر شاہ شرف
 کا مقبرہ عین اس جگہ تھا جہاں اب بھائی دروازہ کے سامنے جھڑ
 مکریوں کی منڈی لگتی ہے۔ یہ مقبرہ بالکل توڑ دیا گیا تھا +

خوبصورت مینا کار لکڑی کی ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں۔
اس میں ہمارا چہ بخت سنگھ اپنا دربار لگایا کرتے اور اپنے
سرداروں کے ساتھ معاہدات ملکی مصروف رہا کرتے تھے۔

شاہی مسجد

جائے وقوع۔ روشنائی دروازہ کے تحت قلعہ کے مغرب کی طرف
پُر فضا حصوری بے غ اور دلکش بارہ دری کی غربی جانب
شاہی مسجد کی سرنگھٹ ڈیوڑھی ہے جس تک پہنچنے کے لئے
۲۲ سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔

یہ مسجد جو مسجد الولید مکہ کے نمونہ پر بنائی گئی ہے۔
شہنشاہ غازی ابوالمنظرفتحی الدین محمد عالمگیر اورنگ زیب
نے بنوائی اور فدائی خان کوکے کے زیر اہتمام شہداء میں تیار ہوئی۔
ڈیوڑھی سے آگے بڑھیں تو مسجد کا وسیع اور فراخ صحن آتا
ہے جو شمالاً جنوباً ۵۳ فٹ طویل اور شرقاً غرباً ۵۲ فٹ عریض
ہے۔ اس کے عین وسط میں اونچا حوض ہے اور جانب غرب
ایک اوپر چوڑا ہے جس کی چھت تین عظیم الشان سنگ مرمر کے
گنبدوں سے بنی ہے جن پر سنہری کس لگے ہیں۔ ان گنبدوں
کے نیچے بڑا ہال ہے اور کئی بڑے دروازے جانب شرق اس پر

کھلتے ہیں۔ ان کے آگے ایک اور ڈال ہے جس کا درمیانی ٹکڑا
 دروازہ نہایت بلند اور رفیع الشان ہے۔ یہ مکان قومی شان
 جس کا چپہ چپہ اہل اسلام کے ناصیہ سائی کے لئے وقف ہے۔
 ایسا عالیشان اور بارعجب ہے کہ سیاح جہاں بین اور دہقان
 سادہ لوح دونوں اس کے درو دیوار کو ٹٹکی لگائے کھڑے دیکھا کرتے
 ہیں۔ وہ گڑا ندیل اور بڑے بڑے محراب۔ وہ سادے سنجیدہ مگر
 شاندار گل بوٹے۔ وہ نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا ممبر جس پر
 اللہ اکبر کی صدا گونجتی ہے۔ واقعی ایک ایسا نظر فریب اور دلکش
 منظر ہے جس کی کیفیت قابل ملاحظہ ہے۔ نالائق بیاں ۰
 صحن کے چاروں کونوں پر چار سنگ سرخ سے بنے ہوئے
 بلند مینار استادہ ہیں۔ یہ چار سادہ اور صاف بلندیاں اپنی سنجیدگی
 اور بے ہمتا و نجائی کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ اور سیلوں دور سے نظر
 پڑتی ہیں۔ ان کی اونچائی ۱۴۳ فٹ ۶ انچ اور حلقہ ۶ فٹ کا ہے
 ان کے اوپر ایک اور گنبد دار منزل تھی مگر سنگسار کے مہیب زلزلے
 نے اسے صدمہ پہنچایا اور اس کو اتر وانا بڑا سنگسار میں راجہ
 شیر سنگھ نے قلعہ میں ڈوگروں پر انہیں میناروں سے آگ برساتی
 تھی اور جب ہیر سنگھ نے سندھیا والوں کا محاصرہ کیا تو اپنی چھوٹی
 توپیں انہیں میناروں پر چڑھائی تھیں ۰

ہمارا جو یحیٰی سنگھ کے عہد میں یہ مسجد سیکڑ بن اور فوجی سٹور
 کے لئے مستعمل ہوتی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ۱۸۵۷ء میں
 اسے مسلمانوں کے لئے واگزار کرادیا۔ اور انجمن اسلامیت نے ایک لاکھ
 سے زیادہ روپے لگا کر اس کی نہایت قابل تعریف مرمت کرائی۔
 اور اب اس مسجد کا انتظام و اہتمام بھی اسی انجمن کے ہاتھ میں ہے
 کہتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر میں وہ مصالح صرف ہوئے ہیں
 جو داراشکوہ نے حضرت مبارک علیؒ کا روضہ بنانے کے لئے
 مہیا کیا تھا۔ ابھی وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہونے پایا تھا۔
 اگر سلطنت پر عالمگیر متصرف ہو گیا اور اس مندرجہ بادشاہ نے
 اس مصالح سے اس مسجد کی بنا ڈالی ۔

تبرکات عالیات

مسجد کی ڈیوڑھی کے بالا خانہ پر تبرکات و زیارات رکھی ہیں
 یہ زیارات امیر تیمور کو ۱۳۷۷ء میں دمشق سے دستیاب ہوئیں اور
 بابر انہیں ہندوستان لایا۔ محمد شاہ کی وفات کے بعد گردن شاہ
 نے سے کہیں کی کہیں پہنچتی رہیں۔ اور ایک دفعہ شاہ محمد اور پیر محمد
 ساکنان جموں نے اسے ہزار روپے میں بیکرا نہیں آس نہیں قسم
 کر لیا۔ پیر محمد نے اپنے حصہ کی زیارات رسول نگر میں رکھیں اور
 ۱۸۷۸ء بکرمی میں فتح رسول نگر کے بعد سردار ہاشم سنگھ والد ہمارا جو

رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آئیں ۱۲۵۷ھ میں شاہ زمان کے آنے پر مہاراجہ نے یہ تیرکات بی بی منتاب کور کے پاس قلعہ مکیرواں میں بھیج دیے۔ وہاں ایک دن قلعہ میں اس قدر آگ لگی کہ ہر خشک و تر جل گیا۔ جب آگ کے شعلہ میگنرین کے پاس پہنچے جس کے بالا خانہ پر یہ تیرکات رکھے تھے تو آگ خود بخود بجھ گئی اور ہندو مسلمان ان کی عظمت و بزرگی کے قائل ہو گئے مساقہ سدا کنور کے مرنے پر یہ زیارات مہاراجہ شیر سنگھ کے قبضہ میں آئیں۔ اور یکم اسوج سمنٹ ۱۹ بکرمی تک اس کے پاس رہیں اس کے بعد کچھ دن ہیرا سنگھ ان پر قابض رہا۔ ہیرا سنگھ کے مرنے پر پھر سرکار سنگھ کے قبضہ میں آئیں اور آخر کار پنجاب کے حاکم برطانیہ کے پاس منتقل ہوئیں اور اس نے کمال مہربانی سے مسلمانوں کو مرحمت کیں +

جو زیارات شاہ محمد کے حصہ میں آئیں تھیں وہ اس کے گھرانہ میں رہیں اور بالآخر فقیر سید نور الدین نے انہیں خریدا اور اب یہ تمام اس بالا خانہ میں موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار۔ کٹاہ۔ سبز چوڑا۔ سفید پاجامہ۔ نشان قدم۔ نعلین۔ عمامہ سفید۔
۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سورہ الحمد۔ کٹاہ۔

دستار۔ تعویذ +

۳۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاڑھے ہوئے رُتال اور چٹمان
۴۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سورہ یسین
صندلی رنگ کی دستار۔ کلاہ۔ علم اور رومال جس پر خون کے داغ ہیں
۵۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی چادر اور چائے نماز +
۶۔ کربلائے معلّے کی سرخ مٹی +

۷۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا دانت +
۸۔ آنحضرت صلعم۔ حسنین علیہم السلام اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے مزارات کے غلاف وغیرہ +

قلعہ

جلئے وقوع۔ شہر سے شمال کی طرف۔ روشتائی دروازہ کے بلق
قلعہ لاہور شہر کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہے۔ اس کی دیوار
تعمیرت مضبوط اور بلند ہے جس میں جابجا بندو قوں اور چھوٹی
بندوقوں کے لئے سوراخ رکھے گئے ہیں۔ اس قلعہ کو اکبر نے
میرا نے قلعہ کے کھنڈرات پر بنوایا تھا۔ قلعہ کا اصلی دروازہ اگری
روازہ ہے جو شاہی مسجد کے عین مقابل واقع ہوا ہے اس کی
بخت اور مضبوطی قابل دید ہے ۱۸۵۷ء میں مہاراجہ شیر سنگھ

اسی دروازہ کو بارہ توپوں کا نشانہ بنایا تھا۔ جن کے گولوں کے نشان اب تک موجود ہیں +

داخلہ کا موجودہ دروازہ مغرب کی طرف ہے جس پر ہر وقت گوروں کا پرہ رہتا ہے اور بغیر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاصل کئے عام زائرین کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اس دروازہ سے محل کے دروازہ تک جو قریباً ۵ گز کے فاصلہ پر ہے۔ دونوں طرف دیواروں پر نہایت عجیب اور خوشنما چینی کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ جن میں طرح طرح کے جلوس کشتیاں اور جانوروں کی لڑائیاں وغیرہ دکھائی گئی ہیں۔ جہانگیر کے انتقال سے ایک سال بیشتر ۱۶۲۶ء میں مسٹر ٹامس ہرپوٹ یہاں آیا تھا۔ اس نے ان تصویروں کے حالات لکھے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر نے یہ تصویریں بنوائی تھیں۔ نشان صلیب اور حضرت عیسیٰ کی تصویر بھی موجود ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ جہانگیر مذہب عیسوی کو کس قدر عزت کی نظر سے دیکھتا تھا +

قلعہ اور محلات مشرق سے مغرب تک ۵۰۰ فٹ زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی بنا اور کیل میں چار شہنشاہوں نے حصہ لیا ہے۔ مشرقی انجام کی طرف اکبر کے محل کی بنیادیں

ہیں۔ زان بعد صحن جہانگیری ہے جس کے دونوں طرف دو برج نما
 پیشانیاں ہیں۔ پھر شش پہلو برجوں کے درمیان ایک اور
 دیوار ہے۔ جسے شاہجہان کی تعمیر کی ہوئی بتاتے ہیں۔
 اس کو اورنگ زیب اور سیکھوں نے بھی وسعت دی ہے*
 دروازہ داخلہ سے آگے چلکر ایک اور دروازہ آتا ہے
 جسے ہفتیہ پول دروازہ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ بگمات ہوا خوری
 کو جاتے ہوئے ہاتھیوں پر سوار اسی دروازہ سے گزرا کرتی تھیں
 یہ گاتھک طرز کا بنا ہوا شاندار دروازہ ہے جس پر چینی کا کام
 خوب بہار دکھاتا ہے۔ اس پر فارسی اشعار میں شاہ بدیع
 کے مثنوی تاریخ سنہ ۱۰۴۱ ہجری لکھی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ شاہ برج شاہجہان نے عین جھڑک کے سال میں بنوایا تھا۔
 یہ شاہ برج اور اس کے متعلقہ عمارات اگرچہ اب موجود نہیں۔
 لیکن دروازہ اب تک قائم ہے ۴۰

لوہ کا مندر قلعہ کے شمال مغربی جانب ایک پُرانا دروازہ تھا۔
 جواب بند ہے۔ اس کے پاس کی بارکیں کسریٹ کے گودام
 کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ ان گوداموں کے شمال کی طرف
 ایک گڑھا دیواروں سے گھرا ہوا ہے جس کے اندر لوہا بن چنڈر
 کا مندر ہے اس کی سطح قلعہ کی بیرونی زمین کے مساوی ہے۔

جس سے اس کی قدامت کا پتہ چلتا ہے۔ لاہور کو راجہ لودھی
 کا بسا یا ہوا خیال کیا جاتا ہے۔ لودھی کے مندر کے شمال میں شاہی
 حرم کے محل تھے۔ جن کے صحنہ کے خلعے باقی ہیں اور وہ اب
 بطور گودام شراب استعمال ہوتے ہیں۔

دیوان عام آج کل قلعہ بارکوں کا ایک چوک سا نظر آتا ہے۔ جس میں
 گورہ فوجوں۔ توپخانہ۔ میگیزینوں اور سٹور کے لئے گنتی ٹائش کالی گئی
 ہے۔ درمیان کی بارک پہلے شاہجہاں کی تخت گاہ تھی۔ اور یہ
 دیوان عام کئی ستونوں پر کھڑا ہوا ایک وسیع ہال تھا۔ جب تیار ہوا
 تو نجومیوں سے پوچھا کہ کبھی گھڑی میں شہنشاہ اس میں داخل ہو گئے تھے۔

دیوان خاص یہ وسیع کمرے جو شہنشاہ کی پرائیویٹ ملاقات کے لئے
 بنے تھے اب بطور سپاہیوں کی جائے رہائش کے استعمال ہوتے ہیں
 میں دیوان عام میں جس وقت شہنشاہ تشریف فرما ہوتے۔ نقارخانہ
 میں نوبت بجاتی اور فوج اپنی زرق برق وردیاں پہنے شہنشاہ کے
 سامنے آتے اور ترقی اور بقول بونیں کوئی ایک گھنٹہ تک یہ جلد
 رہتا پھر شہنشاہ مشاغل ملکی میں مصروف ہو جاتے۔ شہزادے۔
 شیخ۔ امراء و وزراء۔ بڑے بڑے خان۔ نواب۔ راجے اور مسالطہ
 فخریہ کے لئے حاضر ہوتے اور ہر جنگہ پر آداب و کورٹس بجا لاتے
 ہوئے۔ نقیبوں کی صداؤں کی گونج میں اپنے اپنے موقع پر جا بیٹے۔

نوادروں کی آنکھیں اس عظمت و جلال کو دیکھ کر جھپک جاتی تھیں +
خوابگاہیں جہانگیر کی بڑی خواب گاہ اور شاہجہاں کی خوابگاہیں
 بھی قابل ملاحظہ ہیں جن کی سرکار انگریزی نے بہت کچھ مرمت
 کرائی ہے۔ بادشاہ رات کو یہاں استراحت فرماتے تھے۔ باہر
 تاتاری سپاہ کا پرہ ہوتا تھا۔ اور صبح کو جھونکے سے امراء دربار
 کو درشن دیا کرتے تھے +

موتی مسجد ان کمروں اور بارکوں کے مغرب کی طرف موتی مسجد ہے
 جہانگیر نے شاہی حرم کے لئے بنوائی تھی۔ سیکھوں نے ہش ہزار
 مسجد کی بڑیوں اور گنبدوں پر قیمتی قیمتی جہیز اکھیر لئے ہیں مہاراجہ
 ریخت سنگھ نے اس کا نام موتی مندر رکھا اسے بطور خزانہ استعمال
 کیا تھا۔ سرکار انگریزی کے زمانہ میں بھی اس میں خزانہ ہی رکھا
 جاتا رہا۔ مگر اب کچھ عرصہ سے وگزار ہو گئی ہے اور مسلمان اس
 میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کا صحن شمالاً جنوباً ۵۰ فٹ اور شرقاً غرباً
 ۳۲ فٹ ہے +

غسل خانے شاہی حمام موتی مسجد اور تخت گاہ کے بائیں واقع اور
 بطور ہسپتال استعمال ہوتے ہیں۔ بادشاہ ان میں اپنے امراء
 کو بلا کر قہات ملکی میں مشورہ ہی لیا کرتے تھے۔ لیکن یہاں صرف
 اعلیٰ درجے کے امراء کو بار نصیب ہوتا تھا +

نوٹاٹھا مٹمن رُج کو جاتے ہوئے ایک سنگِ مرمر کی نہایت خوبصورت
 نشہ گاہ نظر آتی ہے جس کی چھت کے کندوں پر نہایت خوشنما
 مرمر کی جالی بنی ہوئی ہے کہتے ہیں۔ اسے اورنگ زیب نے نو لاکھ کے
 خرچ سے بنایا تھا۔ اس کا قیمتی کام بہت کچھ خراب ہو چکا ہے۔
 اور گراں بہا پتھر نکال لئے گئے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ نفیس عمارت
 اور اس کی پسندیدہ طرز و لکش دولفریب ہے۔

شیش محل شیش محل کچھ شاہجہاں اور کچھ اورنگ زیب نے

تیار کرایا ہے۔ اس میں تمام چمکدار شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ نیچے
 کا سفید مصاحفہ اُن کی زینت کو دو بالا کرتا ہے۔ اوپر کے کمرے
 نہایت مکلف نقش و نگار سے آراستہ ہیں۔ سنہری رُپلی کام
 اور اُن میں شیشے جڑے ہوئے کیا خوشنما معلوم دیتے ہیں۔ صحن
 میں ایک وسیع حوض ہے جس کے وسط میں فوارہ لگایا ہے۔

سلاح خانہ شیش محل کے مقابل کے کمروں میں سے ایک کمرہ

اور دروازے لگا کر بند کیا گیا ہے۔ اس میں ہتھیار رکھے ہوئے

ہیں۔ پہلے یہ سلاح خانہ سکھوں کا تھا۔ یہاں گرز، تلواریں،

ڈھالیں، بندوقیں، خود، چار آئینے اور پستول وغیرہ دیکھے

جاسکتے ہیں۔ گرو گوبند جی کا گرز، پٹھانوں کے چاقو، اکالوں

چکر، سکھوں کی کرپیں، ہندوؤں کے کٹار، ایرانیوں کے پیش قنبر

وغیرہ سجائے گئے ہیں۔ ہمارا جہ ریخت سنگھ کے سپاہیوں کی
وردیاں۔ جھنڈے وغیرہ بھی ہیں۔ دو تلواریں ہیں جن کے
ساتھ کوفتگری کے کمر بند ہیں اور ان پر عربی عبارتیں کندہ ہیں

مقبرہ جہانگیر

جائے وقوع۔ دریا روڈ کے پار۔ شاہرہ نزدیک لاہور کے شمال مغرب کی طرف

سجائے جہانگیر [داوی کے پل الے پل سے آگے اتر کر چھوٹا اسی دروازے
آگے جائیں تو ایک عظیم الشان دروازہ نظر آتا ہے۔ یہی سرانہ
دروازہ ہے۔ دروازہ سے گزر کر ایک وسیع صحن میں پہنچتے ہیں جو
اقرباً چار سو قدم مربع ہے۔ اس کے چاروں طرف مسافروں کی
برائش کے لئے حجرے بنے ہوئے ہیں جو اب شکستہ حالت میں
ہیں۔ شمال کی طرف سرے کا دوسرا وسیع دروازہ پہلے دروازہ
کے جواب میں واقع ہوا ہے۔ مغرب کی طرف ایک مسجد مع حوض
جوتڑہ کے بنائی گئی ہے اور مشرق کی طرف ایک اور شاہی دروازہ
ہے جو مقبرہ جہانگیر اور باغ دلکشا پر کھلتا ہے۔ اس دروازہ کی
باریہ عظمت اس کے منٹے ہوئے نقش و نگار سے بھی ہویا ہے
سنگ مرخ میں مرمر کا سفید باریک کام۔ خوبصورت گل بوٹے۔

دلکش نقش دانگ رحمن پر اگرچہ تیز رفتار بلق آیام کی گردیاں پڑ گئی ہیں
 مگر اس دھندلی بیاور غبار میں سے بھی اپنی جھلک دکھائی ہے۔
 [باغ دلکش] اس دروازہ سے آگے بڑھیں تو باغ دلکش ہے۔
 یہ مدینہ نور جہان شہنشاہ کی چہیتی بیگم کا باغ تھا اور جہانگیر
 اپنی وصیت کے مطابق اسی باغ میں دفنایا گیا۔ یہ باغ پکلی
 چار دیواری سے گھرا ہوا چھ سو گز مربع زمین پر واقع ہے۔ عین
 وسط میں مقبرہ کی عمارت ہے۔ اور ایک نہر باغ کو برابر کے چار
 حصوں میں تقسیم کرتی ہے جس کے ہر گوشے پر ایک ایک مہشت پلو
 اور ہر دو مہشت پلو حوضوں کے درمیان ایک ایک مربع حوض
 نہایت خوبصورتی سے بنایا گیا ہے۔ ان حوضوں کے خوبصورت
 فوارے اور سنگ سرج کی دلکش آبشاریں خصوصاً موسمِ برسات
 میں عجیب بہار دکھاتی ہیں۔ باغ کی جنوب مشرقی دیوار دریا ہے
 راوی کی ندر ہو چکی ہے۔ عام حالت بھی نہایت قابلِ افسوس
 تھی۔ مگر اب گورنمنٹ نے سرائے اور مقبرہ کی مرمت کے ساتھ
 باغ کی حالت بھی بہت کچھ سدھار دی ہے نہر اور حوضوں کو
 از سر نو تعمیر کیا ہے۔ مٹی کے نل اکھڑا کر لوہے کے نل لگوائے
 ہیں۔ فواروں اور آبشاروں میں پانی پہنچانے کے لئے ایک
 بہت بڑا انجن لگایا گیا ہے۔ گنجان درختوں کو کاٹ چھانٹ کر

خوشمالون (خوشمال) بنادئے ہیں جن سے مقبرہ کا منظر
نہایت صاف اور دلکش ہو گیا ہے ۔

مقبرہ سُرُخ چبوترہ پر مقبرہ کی شاندار عمارت نہایت دلکش اور
میں اپنی بہار دکھا رہی ہے ۔ یہ شہنشاہ نور الدین جہانگیر
ابن جلال الدین اکبر نور اللہ مرقدہ کا روضہ ہے ۔ اسے
شاہجہان نے دس لاکھ کے خرچ سے بنایا اور کہتے ہیں کہ دس
سال کے عرصہ میں بنکر تیار ہوا ۔ جہانگیر کی وصیت تھی کہ اس
کی قبر کھلی ہو ایسی بنائی جائے ۔ اس لئے شاہجہان نے
مرقدہ کے عین اوپر چھت کو کھلا چھوڑ دیا تھا اور موجودہ چھت
بعد کی بنی ہوئی معلوم دیتی ہے ۔ یہ عمارت بالکل مربع ہے ۔
چاروں طرف توڑ عظیم الشان دروازے ہیں اور چاروں کونوں
پر چار خوشما سگ مرمر کے زرد اور سفید مینار کھڑے ہیں ۔
سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتیں تو ۲۱۱ فٹ ۵ انچ مربع وسیع اور
فراخ چھت آتی ہے جس کا فرش رنگا رنگ پتھروں سے لیا
عجیب اور دلکش بنایا گیا ہے ۔ گویا ہو ہو ایک خوش رنگ اور خوبصورت
جا جم بکھی ہوئی ہے ۔ کبھی اس چھت کے چاروں طرف
سگ مرمر کے جالی دار کٹھرے لگے ہوئے تھے جو سیکھوں نے
اُتر داکر امرتسر پہنچا دیئے ۔ اب سرکار انگریزی نے پیشانی

کی طرف ویسے ہی کٹھرے پھر لگاوا دئے ہیں۔ چھت کے چاروں کونوں پر چار مینار ہیں جن کی بلندی چھت سے ۹۵ فٹ اونچی ہے۔ ان پر چڑھ جائے اور دیکھئے کہ چاروں طرف سبزہ کی بہار بیج میں اڑ رہی کی طرح دریا سے راوی کا لہرانا۔ دریا کے پرلی طرف شہر کی عالیشان عمارتوں اور شاہی مسجد کے بلند میناروں کا آسمان سے باتیں کرنا ایک ایسا دلکش سینہ پیدا کرتا ہے کہ جلوہ گاہ قدرت کے تماشاخانے پہروں میں بیٹھے ہوئے اس جانفزا منظر کا لطف اٹھایا کرتے اور عالم کی نیرنگیوں کا تماشا دیکھا کرتے ہیں۔

ان پر لطف مناظر کی بہار دیکھ کر نیچے آئیے اور شہنشاہ کے خوش دربار میں ادب کے ساتھ تشریف لے چلیے۔ اطلس کچھاب اور پھولوں کی بیج پر سونے والا شہنشاہ اب سفید ٹھٹھے مرم کے نیچے خواب راحت میں مصروف ہے اور اس گزشتہ عظمت و جلال کا بقیہ شاید اب اس چار دیواری کے دھندے اور گردش ایام سے مٹتے ہوئے آثار میں باقی رہ گیا ہے جو اس شہنشاہ کی تربت پر اس کی شہرت کی طرح اب تک موجود ہیں۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ فاعتبر وایا اولی الالبصار۔ مزار کے چاروں طرف بیل بوٹوں کا کام نہایت خوشنما

عین اسی طرز کا بنا ہوا ہے جیسا روضۃ تاج محل بمسودہ طرف باری تعالیٰ
 کے منادے نام اور اوپر کی طرف قرآن مجید کی چند متبرک آیات
 کندو ہیں۔ پانہنی کی طرف لکھا ہے ”ہر قد منور علی حضرت
 غفران پناہ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ فی سنیۃ ہجری“
 خاندان حکومت میں پہلے لہنا سنگھ سردار کے ہاتھوں اس
 نشان عمارت کو بہت کچھ ضرر پہنچا۔ پھر ہمارا جہانگیر سنگھ نے
 یہاں کے قیمتی پتھر اتروا کہ دربار صاحب امرتسر میں لگوائے۔ اور پھر
 ایک فرانسیسی افسر ایم۔ ایس کورہنے کے لئے ویدیا۔ اُس کے
 بعد سلطان محمد خان برادر سردوست محمد خاں کو یہ جگہ ملی اور اُن
 کے ہمراہیوں نے اس کے پتھر چرا کر اور عمارت میں آگ جلا کر
 اس کا ستیاناس کر دیا۔ سرکار نے پہلے ۱۸۹۰ء میں پھر ۱۹۰۶ء
 میں بصرہ زرکشیر اس کی مرمت کرائی۔ اور اس قابل بنادیا کہ ہمارے
 کے موسم میں شہر کے لوگ میر کے لئے اس میں جا کر اپنی زندگی
 میں سے تھوڑا سا وقت اس عالی شان شہنشاہ کے زیر سایہ
 خوشی کے ساتھ بسر کرائیں۔ اور سیاح جہاں بین چشم عبرت سے
 دربار جہانگیری کا تماشا دیکھ جایا کریں +

مقبرہ آصف جاہ

جائے وقوع۔ دریائے راوی کے پار۔ سرسبز
 جہانگیر کے مغرب کی طرف دیوار بہ دیوار
 جہانگیر کی دلاور اور چیتی بیگم ملکہ نور جہان کے
 بھائی اور شاہجہان کی دلاوری بیوی ملکہ تاج محل کے والد مرزا
 ابوالحسن آصف جاہ کا مقبرہ بھی سرائے جہانگیر کے دیوار بہ دیوار
 مغرب کی طرف ایک علیحدہ باغ کے اندر بنا ہوا ہے۔ یہ بہشت پہلو
 مقبرہ جس پر ایک حجاب آسا مضبوط گائرٹریاں گنبد ہے۔ شاہجہان
 نے چار سال میں تین لاکھ روپے کی لاگت سے بنوایا تھا۔ اور اپنی
 خوشنما چینی کاری کی وجہ سے سارے عالم میں شہرہ آفاق تھا۔ اندر
 تمام سنگ مرمر کا فرش تھا جس میں رنگارنگ کے قیمتی پتھر چڑے
 ہونے لگے۔ مقبرہ کے چاروں کونوں پر چار خوشنما فوارہ دار حوض
 تھے۔ اور اس خوبصورت باغ میں دلکش روشیں آراستہ کی گئی تھیں
 داخلہ کا دروازہ مضبوط۔ خوبصورت مغلیہ طرز کا بنایا گیا تھا۔
 گلاب زمانہ کے ناظروں کیسارہ گیا ہے۔ یہ سنگ مرمر کی سفید
 سیلیں وہ قیمتی پتھر اور وہ چینی کا کام سب مارا چرخیت سنگھ نے
 اکٹھا کر دربار امرتسر میں لگوا دیا۔ اور اب صرف برہنہ گنبد۔ سنگے

درو دیوار کھڑے ہیں۔ اور اپنے بارعب وسیع محرابوں سے گویا
اپنے لٹیروں پر چین بچیں ہو رہے ہیں۔ سنگ مزار ابھی تک
بچا ہوا ہے اور اس پر بالکل اسی خوشنما خط میں کتبہ تحریر ہے۔
جیسا کہ شہنشاہ کے مرقہ پر +

آصف جاہ شاہجہاں کا سپہ سالار تھا اور بادشاہ نے اسے
”میں الدولہ“ اور ”خان خانان“ کے معزز لقب سے ممتاز فرمایا تھا
اس کی تنخواہ آج کل کے حساب سے ساڑھے چالیس لاکھ روپے
سالانہ تھی۔ اس کا انتقال ۱۶۶۷ء میں بمقام لاہور ہوا۔ اور مرنے
کے وقت اس کی جائداد اڑھائی کروڑ روپے کی تھی جو اس کی وصیت
کے بموجب خزانہ سلطنت میں داخل کی گئی +

مقبرہ نوجہاں بیگم

جائے وقوع۔ مقبرہ آصف جاہ کے قریب

میں۔ ریلوے لائن کے دوسری طرف

مقبرہ آصف جاہ سے بھی زیادہ دروانگیر حالت مقبرہ نوجہاں

کی ہے۔ نور الدین جہانگیر کے دل کی بیگم۔ اس کے عیش و طرب

کی روح ہندوستان کی شاعر اور حاضر جواب ملکہ جس نے جہانگیر

کے نام سے حکومت کی اور تمام ہندوستان کی عنان سلطنت کو

نہایت خوش اسلوبی سے اپنے ماتھے میں لئے رکھا۔ اپنے ہمارے
 اور دلنواز بادشاہ سے صلحدہ تھوڑے فاصلہ پر ایک ٹوٹی پھوٹی
 بارہ دری میں سو رہی ہے جو ایک عظیم الشان مقبرہ کا کھنڈر ہے
 اور جسے زمانہ کا ماتھ بڑی بیدردی سے دھار رہا ہے ۔

۱۳۴۷ء میں اس ملک کا انتقال ہوا اور وہ اس عمارت میں
 جسے اُس نے اپنے ماتھوں بڑایا تھا مدفون ہوئی۔ مرقہ کا تعویذ
 تک جس کی خوبصورتی اور زیبائش شہنشاہ کے تعویذ سے کچھ کم
 نہ تھی موجود نہیں۔ یہ تمام قات واکرے اعلیٰ قسم کے سنگ مرمر
 سے بنے ہوئے تھے اور ان پر بہترین کام کیا ہوا تھا۔ مگر وہ
 تمام آرائش و زیبائش ریخت سنگھ نے اتر واکر و بارامتر کی
 نذر کی۔ مٹرفوگرسن کا قول ہے کہ ”دربارامتر کی عظمت آدمی
 سے زیادہ ان سنگ مرمر کی سلوں سے حاصل ہوئی ہے۔ جو
 صرف اس مقبرہ سے اتر وائی گئی تھیں۔“ اب صرف ایک منزلہ
 ٹوٹی پھوٹی عمارت رہ گئی ہے جس کا قطر ۱۳۵ فٹ ہے ۔
 اندر دو نشان مرقہ ہیں۔ ایک مہر النساء نور جہاں کا دوسرا
 اس کی دختر لادلی بیگم کا۔ ان کے نیچے ایک خانہ ہے جس میں
 لاشیں مدفون ہیں۔ جب ریخت سنگھ اس مقبرہ سے پتھر تراشا
 تو اُس نے نیچے کے خانے بھی کھلوائے۔ جہاں صرف دو لاشیں

کے صندوق لوہے کے جھولوں میں لٹکے ہوئے تھے اُس نے جھولے
تڑوا ڈالے اور لاشوں کے صندوق زمین میں گڑوا دئے۔ اور
سب سے بڑا ستم یہ کیا کہ تہ خانہ کا منہ بھی کھلا چھوڑ دیا۔ اور وحشی
جالوزوں نے تمام تہ خانہ خراب کر دالا۔

الغرض یہ حسن و عقل کی ملک جس طرح جنگل میں یہ بے ہوشی
اُسی طرح اب انسان جنگل میں سو رہا ہے۔ اور اس کے مقبرہ
کی کس میسرسی کا وہی عائد ہے جو اُس نے خود اپنے شعر میں لکھا تھا کہ
برمزارِ ماغریبیاں نے چراغِ غوغا
نے پر پردانہ سوزو۔ نے صدائے بیلے

بارہ وری مرزا کا مرن

جلے وقوع۔ مرزا راوی کے دربار کے کچھ کشیوں کے نام پر

مرزا کا مرن شاہ شہید کا بھائی اور بابر کا بیٹا تھا۔ اس نے
ایک نہایت نفیس باغ اور یہ ذرہ۔۔۔ اُس زمانہ میں بنوائی تھی۔ جبکہ
وریاتے راوی یہاں سے دو میل پر سے نہر کے نیچے بہتا تھا۔ دیر کے
اس طرف ہٹ آنے سے بہت سے مغل امرا کے باغات تباہ ہو گئے ہیں۔
مرزا کا مرن کا باغ بھی نہیں رہا۔ مگر بارہ وری کا بہت سا حصہ ابھی

تک اُسی طرح کھڑا ہے قریباً . ۷۷ سال سے دریا کی تیخ کن لہریں
 اُس کی بنیادوں پر تھپیڑے مار رہی ہیں۔ مگر سوائے بہت تھوڑے
 حصہ کے جو اپنے مضبوط مصالحوں کی وجہ سے پتھر کی سل کی طرح
 گرا ہوا پڑا ہے۔ باقی اُسی طرح قائم ہے۔ اور دریا کے کنارے عجیب و
 سے اونچے مقام پر یوں کھڑا معلوم دیتا ہے۔ جیسے دریا کی لہروں
 پر حقارت کی نظر ڈال رہا ہے۔ *

آج کل یہ بارہ اُری محکمہ پبلک ورکس کی سیرگاہ کے طور
 پر استعمال ہوتی ہے اور اکثر انگریز یہاں آکر مچھلی کا شکار کھیلتے
 اور دریا کی سیر کا لطف اٹھاتے ہیں۔ *

شالامار باغ

جائے وقوع۔ لاہور میں کئی فاصلہ پر۔ امرتسر جاتے ہوئے جنرلی ٹرک کے کنارے
 نام [ملا علی محمد لاہوری کے "بادشاہ نامے" میں جوشا بھمان کے حکم سے
 لکھا گیا۔ اور "معاصر عالمگیری" میں جوشاہ عالم کے وقت میں قلمبند
 ہوئی۔ اس باغ کا نام "فرح بخش" لکھا تھا ہے۔ دربارِ پنجیت سنگھ
 میں اس کی وجہ تسمیہ پر بحث ہوئی اور بیان کیا گیا "شالامار" شکر
 میں گھر کو کہتے ہیں اور "مار" خوشی کو جس کے معنی ہوئے "طرب خانہ"

یعنی خوشی کا گھر۔ مگر نجیت سنگھ اسے شہلا باغ (یا باغ شہلا) یعنی
 باغ معشوق کہا کرتا تھا۔ اور یہی نام تخریروں میں درج ہوتا تھا۔
 جس کی وجہ سے عوام الناس میں ”شالاباغ“ اور ”شالامار باغ“ مشہور
 ہو گیا۔

تاریخ بننا یہ باغ بطور شاہی تفریح گاہ کے ۱۷۳۷ء میں شاہجہاں کے
 حکم سے شالامار کشمیر کے نمونہ پر بنوایا گیا۔ اس کا اہتمام خلیفہ اللہ بخش
 کے ہاتھ میں تھا۔ باغ اور عمارت پر چھ لاکھ روپے خرچ ہوئے اور
 ایک سال چار ماہ اور پانچ روز کے عرصہ میں بنکر تیار ہوا۔

وسعت شالامار باغ پنجاب بھر میں سب سے بڑا اور دلکش باغ ہے۔
 اس کے گرد اگر دو ایک اونچی پٹی دیوار شرقاً غرباً ۸۰۰ قدم اور شمالاً
 جنوباً ۱۲۰۰ قدم لمبی بنائی گئی ہے۔ باغ کے تین حصے ہیں ہر ایک
 دوسرے سے ۱۲ اور ۱۵ فٹ اونچا ہے۔ کل رقبہ کم و بیش ۵۰ ایکڑ ہوگا۔

تقسیم اور بنیاد باغ کے اوپر کے تختہ کا نام ”فرخ بخش“ اور نیچے
 کے دو حصوں کو فیض بخش“ کہتے ہیں۔ تینوں تختوں کی سطح اس قدر
 ہموار ہے کہ جو نہی پانی تختے کے سرے پر آتا ہے فوراً انجام تک
 تقسیم ہو جاتا ہے اور تمام نوارے یک دفعہ چھوٹ پڑتے ہیں۔ ایک
 عجیب صنعت یہ ہے کہ گوباغ کے اندر تین تختے ہیں اور ایک دوسرے
 سے بقدر دو مرد اونچا ہے۔ لیکن باہر سے لکھو تو ایک ہی سطح معلوم

دیتی ہے جس کے گرد دیوار کھینچی گئی ہے +

فرح بخش لہنی اوپر کا تختہ صرف حرم کے لئے مخصوص تھا۔
اور جو جنوب کی طرف آجکل داخلہ کا دروازہ ہے یہ بالکل بند تھا۔
یہ جگہ شاہی حرم کی خواہگاہ تھی۔ یہ دروازہ عہد انگریزی میں میجر
میک گرینگر ڈپٹی کمشنر لاہور نے کھلوا یا ہے +

فرح بخش باغ کے انجام پر پہلے اور دوسرے تختہ کے
مابین ایک قد آدم سنگ مرمر کی خوشنما جالی تھی جس سے گزرا گیا
موت کا حکم رکھتا تھا۔ "تاتاری سپاہ ہر دم پیرہ پر کھڑی ہوتی تھی۔
سڑک امرتسر کی دوسری جانب شاہی محلات تھے جنہیں خواجہ پیر
کہتے تھے۔ اور اس تختہ کو ایک پردہ دار راستے کے ذریعہ ان
تختہ کیا ہوا تھا۔ ان محلات کی بنیادیں کرنیل لنسٹ ڈپٹی کمشنر
لاہور نے زمانہ تک موجود تھیں۔ مگر بعد ازاں ان کی اینٹیں نکلوا کر
بیچ دی گئیں +

شہزادے۔ امرا اور خود شہنشاہ فیض بخش میں بٹوا کرتے تھے
باغ میں داخل ہونے کے لئے صرف یہی دو عظیم الشان دروازے
تھے جو اب بھی تیسرے تختہ کے مشرق و مغرب میں موجود ہیں +

نر۔ تالاب اور آبشاریں علی ہمدان خان کی نر جو دو لاکھ روپے
لگا کر راجپور (ضلع نورپور) سے لاہور تک بنائی گئی تھی۔ اس

باغ کے درمیان سے گزرتی اور اُسے شاداب کرتی ہے۔ درمیانی
 جھتے میں ایک بہت بڑا تالاب ہے۔ نہر اور تالاب کے ذریعہ باغ
 میں ساڑھے چار سو فوارے چھوڑتے اور ہوا کو خوشگوار بنا کر مشام
 جان کو تازہ کرتے ہیں۔ علاوہ اوپر بہت سی خوبصورت آبشاروں
 کے سب سے بڑی اور دلکش آبشار اُس بارہ دری کے نیچے بنی ہوئی
 ہے جو پہلے تختہ کے انجام پر واقع ہے۔ اس آبشار کے سامنے
 ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا تخت رکھا ہے۔ جس پر بیٹھ کر شہنشاہ
 شاہزادے لطف باغ اٹھایا کرتے تھے۔

بارہ دریاں۔ سادون بھاؤ
 اور غسل خانے

علاوہ اُن چند خوبصورت اور وسیع آرامگاہوں
 کے جو پہلے تختہ کے مشرق و مغرب اور جنوب
 میں بنی ہوئی ہیں۔ سب سے بڑی بارہ دری اسی تختہ کے انجام
 پر بنائی گئی ہے۔ اس کی چھت پر کشمیری کام بجائے خود ایک
 قابل دید صنعت ہے۔ اس میں کھڑے ہو کر نیچے کے دونوں
 حصوں کا منظر تالاب۔ فواروں اور بڑی آبشاروں کا سین
 نہایت دلکش اور دل فریب نظر آتا ہے اور خلیجیں کا فوٹہ معلوم
 ہوتا ہے۔ اور درمیانی تختہ میں تالاب کے مشرق و مغرب میں بھی
 ایک ایک خوشنما بارہ دری موجود ہے۔ دو خوبصورت سہ دریاں
 تالاب کے شمالی کنارے پر ہیں جن کے درمیان نیچے کی طرف

ساون بھاووں بنی ہوئی ہے۔ اس کا نظارہ قابل دید ہے۔ نہ
 لائق بیان۔ ایک چھوٹا سا حوض ہے جس میں پانچ فوارے لگے
 ہیں۔ تین طرف کی دیواروں میں چھوٹے چھوٹے بے شمار طاق
 بنے ہیں۔ جب فوارے چھوٹے ہیں اور ان طاقتوں پر سے پانی بھرتا
 ہے تو بالکل یہی معلوم ہوتا ہے کہ ساون کی جھڑی لگ رہی ہے۔
 یہ تمام طاق سنگ مرمر کے تھے مگر سکھوں کی طفیل اب صرف ایک
 طرف مرمر باقی رہ گیا ہے۔

دوسرے تختہ میں شرق کی طرف ترکی فیشن پر بنے ہوئے شاہی
 غسل خانے ہیں۔ ان کے چار حصے ہیں جن میں خوبصورت اور
 قابل دید حوض بنے ہوئے ہیں اور جو باہر مشرق کی طرف آگ
 جلا کر گرم کئے جاتے تھے۔

سیریں اور میلے | پنجاب بھر میں سب سے بڑا سیلہ ہی ہے جو مہاراج
 کے اخیر ہفتہ اور اتوار کو شالامار باغ میں منایا جاتا ہے۔ سارے
 پنجاب اور صوبہ شمال مغرب میں شاید ہی کوئی شہر ہوگا۔ جہاں کے
 لوگ اس میلہ میں شریک نہ ہوتے ہوں۔ دو روز تک باغ کے
 اندر راہریا ہر اس قدر جھگھٹ ہوتا ہے کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملتی۔
 اور ایک ایک حلوائی اور قلمتہ والہ کی دکان پر کئی کئی ہزار کا سودا
 فروخت ہو جاتا ہے۔

اس میاں کے علاوہ بھی موسم بہار میں شہر کے لوگ آئے دن
سیر کے لئے جاتے اور پتنگ پارٹیاں کیا کرتے ہیں۔ اتوار کو تو
خصوصیت سے باغ میں رونق رہتی ہے۔

سکھوں کا زمانہ سکھوں نے اس شاندار باغ کو نہایت بیدار
سے خراب کیا اور اس کی تمام زیبائش کا ستیاناس کر ڈالا۔ لہذا سنگھ
اور دوسرے لٹیروں نے اس کی بارہ دریوں کے قیمتی پتھر نیچے اور
اس کے مرمروں پر مر گئے۔ ریخت سنگھ نے دربار صاحب
اور رام باغ امرتسر کے لئے اس کے بچے کھجے پتھر بھی اکٹروا
لئے۔ بڑی بارہ دری تمام سنگ مرمر کی تھی اور سر سے پاؤں تک
دودھ کی طرح سفید ایک سانچہ میں ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ مگر
ہمارا جہ نے پتھر اتروا کرائیٹوں پر پلستر کر دیا جواب تک موجود ہے
تالاب کے شرقی اور غربی بارہ دریاں بھی سنگ مرمر کی تھیں۔
ان سے بھی یہی سلوک ہوا۔

نیوہل (بچی) مسجد

جائے وقوع۔ چوک سٹی۔ کوچہ ڈوگراں
یہ پرانی اور مضبوط مسجد اس لحاظ سے ضرور قابل دید ہے
کہ اس کی کرسی سطح زمین سے ایک منزل بچی واقع ہوئی ہے۔

جس وقت بنی ہے۔ اُس وقت ضرور سطح زمین کے ہموار ہوگی۔
 مگر روزِ زمانہ سے دن بدن نیچے ہوتی چلی جاتی ہے *
 اسے ذوالفقار خان نے تعمیر کرایا تھا۔ جو خاندانِ لودھی
 کے وقت ایک معزز امیر اور صوبہ لاہور کا دیوان تھا *
 عمارت فراخ۔ بڑی بڑی محرابیں۔ اور چھت گنبد دار
 اور موجودہ زمانہ میں عجائبات سے شمار ہوتی ہے *

مسجد سردار خاں

جائے وقوع۔ موضع مزنگ کے مغرب میں فیروز پور روڈ پر
 یہ مسجد اپنی عجیب و غریب بناوٹ کے لحاظ سے ایک قابلِ توجہ
 عمارت ہے۔ سردار خان نیردار مزنگ نے بنانا شروع کیا تھا
 مگر تکمیل سے پہلے خود اس کی عمر کا عیام لبریز ہو گیا۔ پھر بھی
 مسجد کا بہت سا حصہ بن چکا تھا۔ جو اب بہت کچھ خستہ حالت
 میں ہے۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ میں جنوبی مینار کا بھی
 ایک حصہ منہدم ہو گیا ہے۔ اگر یہی صورت رہی تو زمانہ بہت
 جلد اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیگا *

توپ زمزمہ

اگرچہ ایک توپ عمارات کے ذیل میں نہیں آسکتی مگر چونکہ یہ ایک تذبذبی آتشجنگ اور صنعت کے لحاظ سے قابل دید ہے۔ اس لئے قدیم عمارات کے اخیر میں اس کا ذکر بھی موزوں ہے جائے وقوع۔ یونیورسٹی ہال کے سامنے۔ مال روڈ پر توپ زمزمہ جسے بھنگیوں والی توپ بھی کہتے ہیں شہداء میں شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی ورائی کے حکم سے شاہ نظیر نے تیار کی۔ دو توپیں بنوائی گئی تھیں۔ ایک یہ اور ایک اور جو کابل لے جاتے ہوئے دریائے چناب میں غرق ہو گئی یہ تانبے اور پتیل کی بنی ہوئی ہے جو ہندوؤں کے گھروں سے ایک ایک برتن بطور جزیہ لیکر اکٹھا کیا گیا تھا۔ اس توپ کو شہداء میں احمد شاہ نے محکمہ پانی پست میں استعمال کیا تھا جاتی دھوا سے عابد بیگ صوبہ لاہور کے پاس چھوڑ گیا۔ جس سے ہری سنگھ بھنگلی نے شہداء میں موضع خوجہ سعید پر لاہور سے دو میل مشرق کی طرف واقع ہے حملہ کر کے صوبہ کے اور بہت سے ہتھیاروں کے ساتھ لے لیا۔ کچھ دنوں لاہور کے شاہ برج ہری توپ چڑھی رہی۔ اور شہداء میں لہنا سنگھ

اور گوجر سنگھ بھنگیوں نے اس پر قبضہ کیا۔ اسی طرح بہت سی لڑائیاں ہوتی رہیں اور یہ توپ گوجرانوالہ۔ گجرات اور پھر امرتسر میں تھوڑے تھوڑے سال رہی۔ بالآخر شہداء میں رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آئی۔ اور اس نے اسے دسکے قصور۔ سہجان پور۔ وزیر آباد اور ملتان کے محاصروں پر استعمال کیا۔ ملتان میں شہداء میں یہ بہت خراب ہو گئی۔ اور لاہور کے دہلی دروازہ کے آگے لا رکھی گئی۔ جہاں شہداء تک پڑی رہی۔ اور ڈیو ک آف ایڈنبرا کے آنے کے موقع پر پڑا نے عجائب خانہ (مارکیٹ) کے سامنے رکھی گئی۔ اور اب دو سال سے پنجاب یونیورسٹی ہال کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔

یہ توپ ۱۴ فٹ $\frac{1}{4}$ انچ لمبی ہے۔ اور اس کا سوراخ $9\frac{1}{4}$ انچ کھلا ہے۔

مزارات

مزار۔ مقبرے۔ خانقاہیں اور مقدس بزرگوں کی قبریں
 لاہور میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہیں۔ مگر ان سب کے
 حالات لکھنے کے لئے نہ وقت اور نہ اس مختصر گائیڈ میں گنجائش
 اسلئے ہم صرف ان مشہور و معروف مزارات کے ذکر پر اکتفا کرتے
 ہیں جو اپنی تاریخی عظمت یا روحانی برکت سے اپنے میں ایک
 ایسی زبردست کشش رکھتے ہیں کہ ہر عقیدت مند مسلمان لاہور
 میں آکر ان مقدس مزارات پر حاضر ہوئے بغیر لاہور سے
 کبھی واپس نہیں ہو سکتا۔

مزار داتا گنج بخش

جہانے وقوع۔ لاہور گجانب۔ بھائی د۔ ازہ کے گھر
 یہ مزار لاہور کے تمام مزارات میں قدیم اور سب سے زیادہ
 بابرکت و متقدّر ہوتا ہے بہت سے بزرگانِ سلسلہ بھی پرست
 استفادہ یہاں حاضر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین
 چشتی اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم نے بھی

اس مزار مبارک پر آکر چلے گئے اور اپنے ارادتمندوں کو یہاں سے فیض حاصل کرنے کی ہدایت کی۔ مسلمان سلاطین بھی اس مزار پر نہایت عقیدت سے حاضر ہوتے تھے سلطان ابراہیم غزنوی اور سلطان شمس الدین التمش نے خاص اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید اس مزار پر چڑھائے ہیں۔ جواب تک نہایت حفاظت سے مزار کی شمالی سہ دری میں موجود ہیں۔ ان کے ساتھ اور بھی بیسیوں بے نظیر اور قابل دیدہ علمی قرآن مجید وہاں رکھے ہوئے ہیں :

صاحب مزار شاہ مروان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ اور آپ کا سلسلہ بیعت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کا نام علیؑ ہے۔ ہجویر کے رہنے والے اور بوجہ فیض بے پایان اور جو بکیران کے "داتا گنج بخش" مشہور ہیں۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے فرزند سلطان مسعود کے ساتھ سلسلہ ہجری میں رونق افزائے لاہور ہوئے اور شہر میں واصل ذات حق ہو کر یہاں دفن کئے گئے :

اس عظیم الشان اور متبرک مقبرہ کے گرد سینکڑوں عالیشان عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔ اور اس کی زمین کا رقبہ دو دوڑ تک پھیلا ہوا تھا پناچہ بھائی دروازہ کے باہر شاہ شہرت کا مقبرہ

(جہاں اب بھیڑ بکریوں کی منڈی لگتی ہے) اسی مقبرہ کے
 حوالی میں شمار ہوتا تھا۔ یہ عمارتیں اگرچہ غارت گردوں کے دست
 نظام سے کسی طرح بچ رہیں۔ مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دست
 تصرف سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ باوجودیکہ مہاراجہ کو اس مرقد
 سے خاص عقیدت تھی۔ اور ہزاروں روپے نذرانہ میں چڑھایا
 کرتا تھا۔ مگر پتھروں کی حرص نے یہاں تک مجبور کیا کہ سوائے
 مزار اور اس کی چار دیواری کے کل عمارت کو گرا کر ان کا پتہ
 کچھ تو بارہ درمی حضوری باغ میں لگا دیا۔ اور کچھ امرتسر بھیج دیا۔
 جو انیسویں سو بچ رہی تھیں وہ بنیادوں سے اکھڑا کر خشت و زوئل
 کے حوالہ کر دیں +

مزار پر پہلے گنبد نہیں تھا۔ ۱۸۵۷ء ہجری میں نور محمد ساہو
 نے بنوایا ہے اور اب تک اس کی بنیاد کی یادگار ہے۔ مزار
 جانب شمال حضرت کی خود پنا کر رہ مسجد موجود ہے۔ جس کی عمارت
 ۱۸۵۷ء میں تجدید کی گئی۔ اور اب بعض بنیادیں مسلمانوں نے
 مسجد کے علاوہ اور عمارت میں بھی توسیع اور بنیادی کردی ہے
 بیرونی دروازہ بھی عالیشان بنا یا گیا ہے +

مزار کا انتظام خادموں کے ہاتھ میں ہے۔ سال میں دو مرتبہ
 اس مزار پر میلہ ہوتا ہے۔ اول۔ امارت کو عرس کے ایام میں

دوسرے آخری چار شہد کے دن۔ دُور دُور سے آکر خلعت
اس عرس میں شریک ہوتی ہے +

خالقا۔ مادھو لال حسین

جائے وقوع۔ شالامار باغ کے مشرق اور باغبانپور کے شمال میں
یہ خالقاہ لاہور میں بہت مشہور اور زیارت گاہ اُناتھ
ہے۔ حسین اکبری عہد میں ایک سالک و مجذوب فقیر تھے ہزار
ہندو مسلمان ان کی کرامات کے قائل اور ان کی بزرگی کے معترف
تھے۔ قصہ مشہور ہے کہ ایک روز شاہ صاحب نے دکن لگائی اور
مکے تک لال (زندہ زینہ) بیچنا شروع کیا۔ اور اسی روز لال حسین
کا خطاب پایا۔ مگر یہ بھی روایت ہے کہ اکثر آپ کا لباس سُرخ رنگ
کا ہوتا تھا۔ اُسی کی زمینی آج تک لال حسین بنکر چک رہی ہے
آپ کلہاں رہنے کی اولاد سے ہیں جو عہد ہمایوں میں مسلمان ہوا تھا
مادھو ایک مندولڑکا تھا جو آپ کی نظر فیض اثر سے مسلمان ہو کر
آپ کے مریدان خاص میں داخل ہوا۔ آپ کو بھی اُس سے دلی
محبت تھی +

آپ کا انتقال سنہ ہجری میں ہوا اور شاہدرہ میں دفن کئے
گئے مگر دریا کی کج رفتاری سے ڈر کر مادھو نے آپ کا صندوق جو

مزار میں سپرد خاک کیا۔ مادھو بھی ششما بھری میں جاں بحق ہو کر
آپ کے نخلِ حمایت میں آرام گزین ہو ا۔

مزار ایک چار دیواری میں واقع ہے جس میں اور بھی بہت
سے مکانات قدیم اور جدید بنے ہوئے ہیں۔ مگر اکثر کی حالت
قابلِ مرمت ہے۔

اس مزار پر دو میلے ہوتے ہیں۔ ایک تو بسنت کے روز
دوسرا ہرماچ کے آخری ہفتہ کے روز۔ جسے میلہ چراغان یا میلہ
شالامار باغ بھی کہتے ہیں۔ یہ میلہ دراصل آپ ہر کا عرس ہے
مگر چونکہ باغ قریب تھا، تماشا خانوں کا رجوع اُس طرف زیادہ
ہو گیا۔ اسلئے باغ کی نسبت سے میلہ کا بھی یہی نام پڑ گیا۔

درس میاں وڈا

جائے وقوع۔ شالامار باغ سے جنوب کی طرف ایک سیاح کی فاصلہ
دہائی میں درس مدرسہ نو اور وڈا بڑے کو کہتے ہیں۔
”میاں وڈا“ شیخ محمد اسماعیلؒ کا لقب تھا۔ جو اکبری عہد میں ایک
عالم و فاضل اور صاحبِ ولایت بزرگ تھے۔ موضع ٹرگران
علاقہ پوشوار کے رہنے والے اور قوم کے کھوکھر تھے۔ آپ ۹۹۵ھ
میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں تحصیل علم شروع کی۔ مخدوم

۵۔ بالکرم سے سلسلہ شہروردیہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا
آخر شہادہ میں وفات پائی اور اپنے مدرسہ میں مدفون ہوئے
محلہ تیل واڑہ میں آپ نے ایک مسجد بنائی۔ اور اس مدرسہ
کی بنیاد رکھی۔ جس کی تعمیر شہادہ میں ختم ہوئی ہے
ہمارے بچیت سنگھ کے وقت میں اس مدرسہ کو بڑی
رونق حاصل ہوئی۔ مگر ہمارے دلپ سنگھ کے زمانہ میں راجہ
سوچیت سنگھ سے لڑتے ہوئے سکھی فوج نے اس مدرسہ اور
اس کی عمارت کو بہت کچھ نقصان پہنچایا۔ مگر میاں سلطان
ٹھیکہ دار مرحوم نے توجہ سے اس نقصان کی بہت پیچھے ملائی ہوئی
اور آج کل یہ تین سو اسی سو سال کا قائم شدہ مدرسہ اچھی طینان
بخش حالت میں مخلوق خدا کو فیض پہنچاتا ہے۔ اور کیا بلحاظ تاریخ
اور کیا بلحاظ اثرات، یہ کافی ضرور قابل دید ہے۔

آج کل تنوے سے رہا، نہ جھہ اور اپنا بیچ طلباء مدرسہ میں
قرآن شریف اور فقہ کی تعلیم پاتے ہیں جنہیں کل اخراجات خالق
سے ملتے ہیں۔ مدرسہ اور خانقاہ کے متعلق ہزار بارہ سو بیگہ
زمین اور شہر میں بہت سے مکانات وقف ہیں۔ انہیں سے
مدرسہ اور متولیوں کا خرچ چلتا ہے۔

مزار شاہ ابوالمعالیؒ

جائے وقوع۔ موجی دروازہ کے باہر۔ گوال منڈی کے شرق میں
یہ مزار جسے عوام الناس "شہید رمالی" کہتے ہیں۔ لاہور کے
مشہور مزارات میں شمار ہوتا ہے +

صاحب مزار شاہ خیر الدین ابوالمعالیؒ شاہچہاں کے
وقت میں ایک عالم۔ فاضل۔ خدا پرست اور صاحب زہد و
تقوٰے بزرگ تھے۔ ۱۰ ذی الحجہ ۹۴۷ھ ہجری کو عید کے روز پیدا
ہوئے۔ ۱۷۔ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو پینسٹھ برس کی عمر میں وفات
پائی۔ لاکھوں آدمی آپ کے مرید تھے اور متعدد کتابیں آپ
کی تصنیف سے اب تک موجود ہیں +

اس مقبرے کی بنیاد آپ نے خود اپنی زندگی میں رکھی تھی۔
مگر بفقو اسے

"اگر پدر زنتواند پرتمام کند"
آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ عظیم باقرؒ نے اسے انجام تک
پہنچایا۔ مقبرہ کے ساتھ آپ نے مسجد بھی بنائی تھی۔ مگر سکھوں
کے زمانہ میں غوثی خاں جرنیل توپخانہ نے اسی عمارت کی تجدید
کی جو اب تک موجود ہے +

آپ کا عرس ۷۱۔ بیع الاول کو بڑی شان و شوکت سے
ہوتا ہے اور عرس کے علاوہ ہر عید کے روز سال میں دو
بار دنق سیلے بھی ہوا کرتے ہیں +

مقبرہ میانمیر

جائے وقوع۔ لاہور سے ۳۵ میل کے فاصلہ پر۔ لاہورستان ریلو لائن کے مشرق
یہ مقبرہ اپنی تاریخی عظمت اور صاحب مزار کے تقدس کے
نحاظ سے ضرور قابل زیارت ہے +

لاہور کی چھ ماڈنی بھی پہلے اسی مزار کے نام سے موسوم تھی۔

گلاب اس کا نام بد لکر لاہور چھاؤنی رکھا گیا ہے +

صاحب مزار شیخ محمد میر المشہور میانمیر بالا پیر سیستان
کے رہنے والے سلسلہ قادریہ میں مرید اور شیخ خضر سیستانی کے

خلیفہ میں آپ سلسلہ بھری میں بعد شاہ جہان واصل بحق ہو کر
اس مقبرہ میں دفن ہوئے۔ داراشکوہ نے جو آپ کے مرید شیخ محمد

المشہور ملا شاہ کا مرید تھا۔ آپ کے مقبرہ بنانے کا تہیہ کیا

اور پہلے اپنے پیر ملا شاہ کا مقبرہ بنایا جس کی چار دیواری میں اب

موضع میانمیر آباد ہے اور جس کے قیمتی پتھر ہمارا چہ بخت سنگھ

کے دست تصرف کی نذر ہو چکے ہیں۔ ابھی آپ کا مقبرہ بننے

نہ پایا تھا کہ سلطنت میں انقلاب ہو گیا۔ اور رنگ زیب نے تختِ حکومت پر بیٹھ کر آپ کے متوسلان خاندان کی عرصہء اہشت پر آپ کا موجودہ مقبرہ بنوایا تو سہی مگر ایسا نہ بن سکا جیسا داراشکوہ بنانا چاہتا تھا +

خاص مقبرہ کے اندر چھپت میں جو شیشہ کا کام ہو رہا ہے یہ ایک انگریز مسٹر بیٹیل نے بنوایا ہے جو مسٹر گین سوداگر کا ملازم تھا +

اس مزار پر سال بھر میں ۵ میلے ہوتے ہیں۔ ایک تو عرس سالانہ۔ دوسرے ماہِ سادون کے ہر بدھ کے روز اور ان کی وجہ سے مزارِ مبارک پر خاصی رونق ہو جاتی ہے +

روضہ حضرت ایشاؑ

جہانے وقوع۔ لاہور جانب مشرق۔ شالامار باغ کے راستے میں یہ روضہ بھی اپنی تاریخی عظمت اور صاحبِ مزار کی روحانی برکت کی وجہ سے ضرور قابلِ زیارت ہے +

حضرت ایشا جن کا اصل نام خواجہ خاوند محمود ہے بوجہ عظمت اس لقب سے بہائے جاتے ہیں۔ بخارا کے رہنے والے۔ ذات کے سید اور سلسلہ نقشبندیہ کے صاحبِ کرامت فقیر تھے۔

۲۰ سال کی عمر میں سیر کے ارادہ سے سمرقند - ہرات - قندھار اور کابل ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے۔ چونکہ آپ کی فیض صحبت سے اکثر شیعہ مٹنی ہو جاتے تھے۔ اسلئے حسین چک حاکم کشمیر نے جو شیعہ تھا۔ آپ کو کشمیر سے نکل جانے کے لئے ایک ماہ کا نوٹس دیا۔ ابھی عیاد کے صرف پندرہ روز گزرے۔ تھے۔ کہ کشمیر خاندان چاک کے ہاتھوں سے مستقل ہو کر شاہ جہانگیر کے قلمرو میں داخل ہوا۔ اس فتح کے چند سال بعد جہانگیر آپ کو کشمیر سے ہندوستان لایا۔ آپ دہلی و آگرہ کی حیر سے فارغ ہو کر لاہور آئے۔ اور لاہور کے زربین محلہ مغل پورہ میں ایک خانقاہ بسائی اور آخر الامر شہر ہجری میں ہمیشہ کے لئے اسی خانقاہ میں عزت گزین ہو گئے۔

نواب زکریا خان بہادر نے جو آپ کی اولاد میں تھا۔ اس روضہ کو خوب آباد کیا۔ باغ لگایا۔ موجودہ بدینائی۔ اور مقبرہ کے ا۔ و گرد محلہ مغل پورہ کو شاندار عمارتوں سے معمور کیا۔ ہمارا جد بخت شکہ کے زمانہ میں سردار گلاب شاہ پورہ نے اس روضہ کے پاس چھاؤنی ڈالی۔ جس سے روضہ کی عالیشان عمارتیں برباد ہو گئیں۔ باغ اُجر گیا۔ صحن مسجد اور قبروں کی منہیں خشت فروشوں نے نکالیں اور مزار کا نقوید اتار کر مقبرہ میں بارود

بھری گئی +

عہد انگریز میں بارود دریا بڑھ ہو کر رو سد خالی ہوا۔ اور
خواجہ احمد کشمیری نے جو حضرت کی اولاد سے تھا۔ سرسہری
لارنس بہادر ریز پرنٹ کشمیری کی مدد سے رو سد پر ڈھونڈ
حاصل کیا۔ مزارات دوبارہ بنوائے۔ مسجد اور دیگر عمارت کی مرمت
کی اور محمد بخش صحافت لاہوری کو متولی مقرر کیا۔ مگر تھوڑے
ہی عرصہ میں زمانہ کا ہاتھ اس تاریخی عمارت کو پھیر مٹا۔ نئے لگا تھا۔
کرستہ ع میں سرکار انگریزی نے کمال مہربانی فرما کر اسے بہادر
لارنس بہادر صاحب آگرہ یٹو انجینئر لاہور ڈویژن کی سرپرست چھ
شکست ریخت کی مرمت کرائی جس سے کچھ عرصہ پٹار الضاد پر
دست برد زمانہ سے محفوظ ہوئے۔ مگر اب پھر ان کی حالت
کسی قدر توجہ کی محتاج ہے +

مزار شاہ محمد غوث

جلبے وقوع۔ آبادی شہر کے جانب مشرق۔
دہلی اور اکبری دروازہ کے درمیان۔ سرکلر روڈ پر
یہ مزار نہ صرف لاکھوں بلکہ دور دراز کے مسلمانانِ عقیدت کی
کامرچ و ماوا ہے +

صاحبِ مزار حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ پشاور کے
 رہنے والے سلسلہ قادریہ کے صاحبِ عظمت رکنِ حضرت
 غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک صاحب
 نصرت بزرگ تھے۔ آپ نے تمام ہندوستان کی سیر کی۔ اور آخر
 بعد محمد شاہ شاہ پجری میں بمقام لاہور جان بحق ہو کر یہاں
 مدفون ہوئے۔

یہ مزار یوں تو زمانہ کے دستِ نصرت سے بچا رہا۔ مگر کنور
 نونہال سنگھ کے زمانہ اختیارات میں اس نئی تجویز نے کہ لاہور
 کے چاروں طرف آدھ آدھ میل تک کل مکانات گر کر اور بخت
 کٹوا کر چٹیل میدان کر دیا جائے۔ اس مزار پر بھی آفت ٹھکانی
 شروع کی۔ اور مزار کی چار دیواری۔ مسجد اور متعلقہ عمارات منہدم
 کر دی گئیں۔ رعایا نے اس صدمہ سے بہت کچھ چیخ پکار کی
 مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ مسٹر دلاویس
 نے جو اس کام کے ہتھم تھے تمام عمارات کو گرا کر خاص مزار کی
 طرف تانہ بڑھایا۔ ابھی ایک رات باقی تھی اور صبح کو مزار مبارک
 پر دستِ گستاخ دراز ہونا تھا کہ اتفاقاً رات کو خود مبارک کھڑک سنگھ
 کا قلعہ وجود منہدم ہو گیا۔ اور اس موت سے مزار کو ایک دن کی
 ٹہلت اور مل گئی۔ دوسرے دن کنور نونہال سنگھ جب باپ کی

نفس کو داغ دیکر قلعہ میں داخل ہونے لگا تو شکِ سامی کی گرج
سے قلعہ کی ایک مندر پر فے گزر کر اسکو اور اس کے ساتھ میاں
اودھم سنگھ کو بھی ہمیشہ کے لئے پوئین زمین بنا دیا۔ ان اتفاقی
حادثات سے لوگوں کے دل نہل گئے اور اس مزار کی مندر
عمارات از سر نو بنکر تیار ہو گئیں +

اس مزار کی چار دیواری میں علاوہ ایک خوشنام مسجد کے
جو غلام نبی کوٹھی دارشی مسجد کی جگہ میاں عزیز گلڑ و رئیس
بارہ مولا کشمیر نے ۱۲۸۵ھ میں بنوائی ہے۔ سجادہ نشینوں کے
پختہ مکانات اور ایک غوثیہ پال بھی بنا ہوا ہے۔ جسے انجمن
غوثیہ نے ۱۸۹۶ء میں تعمیر کیا تھا +

اس مزار پر سال میں ایک مرتبہ بہاہ ربیع الاول عرس
ہوا کرتا ہے اور لاہور کے علاوہ امرتسر۔ پشاور وغیرہ سے
کثرت کے ساتھ عقیدت مند مسلمان شریک ہوتے ہیں +

مندراور سجادھیں

یوں تو لاہور میں سینکڑوں مقدس مندراور عظیموں
 سجادھیں ہیں۔ لیکن اگر تاریخی نظر سے دیکھا جائے تو ان
 میں شاید ایک بھی ایسا نہ نکلے جس کی تعمیر کو سو سال گزر گئے
 ہوں۔ اگرچہ بہت سے مندر قدیمی اور پُرانے ہیں۔ مگر سجادھوں
 کے عہد میں چونکہ قریب قریب سب کی عمارت میں تجدید
 ہو چکی ہے۔ اسلئے اب ایک مندر یا سجادھ کی نسبت بھی یہ
 نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس کی عمارت قدیمی اور تاریخی لحاظ سے
 قابل دید ہے +

سوائے چند مستثنیات کے کسی مندر کی عمارت شاندار
 اور دیکھنے کے لائق بھی نہیں۔ جو باہر کے آنے والوں کو اپنی
 طرف کھینچے۔ اسلئے ہم اپنی گائیڈ میں مختصر طور پر صرف چند
 اُن مندروں یا سجادھوں کا ذکر کرتے ہیں جن میں کیا بہ لحاظ
 تاریخ اور کیا بہ لحاظ عمارت کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور موجود
 ہے۔ جو سیاحوں کو وہاں تک لے جانے میں کامیاب
 ہو سکتی ہے +

سادہ حقیقت رائے

جائے وقوع۔ لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر
 مشرق کی طرف۔ کوٹ خواجہ سعید کے پاس۔
 حقیقت رائے نواب زکریا خاں صوبہ دار لاہور کے زمانہ میں
 ایک سترہ سالہ نوجوان تھا۔ اور ایک مکتب میں فارسی پڑھا کرتا تھا
 اُستاد کی عدم موجودگی میں ایک ہم عمر مسلمان لڑکے سے کسی بات
 پر تکرار ہو پڑی۔ اور حقیقت رائے نے اُس مسلمان لڑکے کو بیخ
 دینے کی نیت سے اہل بیت سرور کائنات (صلعم) کی شان میں
 گستاخی کی۔ اُستاد کے آنے پر تمام لڑکوں نے ملکر اس غناک
 واقعہ کی رپورٹ کی۔ اور اُستاد نے غصہ میں قاضی شہر کے پاس
 حقیقت رائے کا چالان کر دیا۔ ایسے گستاخ مجرموں کی سزا
 مسلمانوں کے قانون فوجداری میں چونکہ موت قرار دی گئی ہے
 ثبوت ہم پہنچ جانے پر قاضی نے حقیقت رائے کو بھی موت ہی کا
 حکم سنایا۔ اور فیصلہ منظوری کے لئے حاکم اعلیٰ کے اجلاس میں
 بھیجا۔ حاکم اعلیٰ یعنی نواب زکریا خان نے ملزم کی نوجوانی پر رحم
 کھا کر اُسے رہائی کی آخری تدبیر بتائی۔ اُس سے اس طرح
 نیک چلنی کی ضمانت طلب کی۔ کہ اگر وہ دوبارہ جرم سے توبہ کرے

آئندہ کے لئے مشرف بہ اسلام ہو جائے تو رونا کر دیا جائے۔
 گراس و حرم کے شیر نے ایسی ضمانت دینے سے انکار کیا
 اور اپنے و حرم پر قربان ہو کر ہمیشہ کے لئے نام کر گیا۔ جس جگہ
 اس شہیدِ ملت کی لاش جلائی گئی تھی۔ اسی جگہ یہ سجادہ بنی
 ہوئی ہے۔ اور اب تک ہزاروں ہندو مرد و عورت عقیدت
 والی سے جا کر اس کی جہ سائی کرتے ہیں۔ اور بسنت کا میلہ
 بھی یہ سال اسی سجادہ پر مناتے ہیں۔

۲۔ چوہاڑہ چھو بھگت

جائے وقوع۔ ریلوے روڈ پر۔ چوک میں

چھو بھگت شاہ جہان کے عہد میں قوم بھائیہ سے ایک خدا سید
 بھگت بنے۔ صرائی کی دکان کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت صاحبزادہ
 شاہ بلازل اور مہیاں وڈا صاحب کے فیضِ صحبت سے کچھ
 ایسی خدا کی لوتیں کہ دنیا سے دنی کو لات مار کر اپنے چوہاڑہ میں
 لوت نشین ہو گئے۔ اور خدا کی یاد میں دن گزارنے لگے۔
 چوہاڑہ میں ایک چوہی زینہ لگا رکھا تھا جو ہر وقت زمین سے
 اٹھا رہتا تھا۔ تاکہ عوام الناس عبادت الہی میں خلل نہ ہو۔
 تمام عمر اس مرد خدا نے اس طرح بسر کی اور آخر شہید ہو کر

میں بیٹھے بیٹھے اسی بارہ غائب ہو گئے۔ لوگوں نے اس چوبارہ کو
 آپ کی سادھ قرار دی۔ جواب تک مرجع خاص عام ہے۔ اور
 ہفت میں دو مرتبہ پیر اور منگل کے دن متعین کے ہجوم سے
 خاص رونق ہو جاتی ہے۔

تین حاکموں کی حکومت کے زمانہ میں بادا پرستوں کو اس
 لیے پوری نے اس سادھ کو خاص رونق دی۔ مگر موجودہ پیشان
 عمارت ہمارا راجہ رنجیت سنگھ کی بنائی ہوئی ہیں۔ سادھ کے
 متعلق بڑی وسیع زمین ہے اور چار دیواری میں علاوہ بھگت
 کی سادھ کے اور بھی بہت سی سادھیں اور مختلف عمارتیں
 آج بھی ہیں۔

اس سادھ کے منت جو داؤد پنتھے ہیں۔ ہمیشہ مجھ و رہنما
 پسند کرتے ہیں۔ ان کا اپنا جدا گانہ گرتھ ہے جسے منت
 دادو رام جی نے تصنیف کیا ہے۔ شاستری زبان میں لکھا
 ہوا ہے اور اس میں خدا کے واحد کی عبادت کرنا۔ گوشت
 شراب اور جھوٹ سے پرہیز کرنا۔ سوائے مالک حقیقی کے
 کسی اور کا محتاج نہ ہونا ہر ایک منت کے لئے فرض قرار
 دیا گیا ہے۔

شوالہ بخشی بھگت رام

جائے وقوع۔ چونے منڈی۔ کوچہ سرین
 یہ خوشناما شوالہ ۱۵۴۲ء میں بخشی بھگت رام نے تعمیر کیا
 جو ہمارا چرخیت سنگھ کے لشکر کا بخشی تھا۔ اس کی تعمیر میں
 اکثر جگہ سنگ سرخ اور سنگ مرمر خرچ ہوا ہے اور بہت سی
 مقدس مورتیں جا بجا قریب سے سجائی ہیں۔ شوالہ کے گنبد
 میں سونے کے ایک اوپر ساٹھ کلس دور سے عجب بہار دکھائی
 ہیں کئی فوارے مندر کی زیب دزینت ہیں۔ کئی خوبصورت
 داناں۔ نشے گا نہیں اور سر دینا نے بنے ہوئے ہیں۔ جب کوئی
 کی عمارت واقعی من موہتی ہے۔ اس کے اوپر سورج کبھی اور
 سنہری کلس اس کی شان کو دو بالا کئے دیتے ہیں۔ مندر
 کے صحن میں ایک سنگ مرمر کا دو گز مربع چبوترہ ہے۔
 جسے دھرم شلا کہتے ہیں۔ بخشی صاحب اسی چبوترے پر
 بیٹھ کر برہمنوں کو دان پین کرتے تھے۔ اسی صحن میں بیرونی
 دروازہ کے سامنے بخشی صاحب کی طلائی سجادہ ہے۔
 اور پاس ہی ان کی قلمی تصویر لٹک رہی ہے جو اسی زمانہ
 کی بنی ہوئی بتائی جاتی ہے۔

باولی صاحب

جائے وقوع۔ ڈٹی بازار کی جنوبی دکانوں کے نیچے
یہ ایک مشہور تاریخی مکان ہے۔ جسے پنجاب کے سکیم
بہت متبرک خیال کرتے ہیں +

جھانگیر کے عہد میں پہلے یہاں گرو کے ایک سکیم کا
مکان تھا۔ جسے اُس نے ایک عورت کے ہاتھ تین سو روپے
میں فروخت کر دیا۔ عورت اُسے گرا کر نیا مکان بنانے لگی
تو شیخے ایک رہ خانہ نکل آیا جس میں ایک طلائی چھپر کھٹ۔ طلائی
پیڑھا اور ایک طلائی چرخہ محفوظ رکھا ہوا تھا۔ ایماندار عورت نے
یہ مال بائع کو دینا چاہا اور بائع نے مشتری کا حق سمجھ کر لینے
انکار کر دیا۔ معاملہ بادشاہ تک پہنچا۔ بادشاہ نے تمام مال
گرو ارجن جی کی نذر کر دیا۔ گرو جی نے اُس مال سے اُسی
موقعہ پر ایک باولی تعمیر کی۔ اور اُس کے پاس ہی ایک اور
مکان لیکر اُسے لشکر خانہ قرار دیا +

شاہجہان کے عہد میں جب گرو گوبند جی جانشین
ہوئے۔ تو اُن کی قاضی شہر سے بگڑ گئی اور فوج کشی تک نوبت
پہنچی۔ اگرچہ شکست قاضی کو ہوئی۔ مگر گرو جی بھی خوف کھارے

امر تسر چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ اُن کی جائداد و املاک ضبط ہوئی اور یہ باولی اور لشکر خانہ بھی ضابطی کی فہرست میں داخل ہوا۔ چنانچہ نے باولی کو بند کر کے اس پر رکانات بسائے اور لشکر خانہ کی جگہ ایک کائناتی کار موجود تعمیر کر دی۔

زمانہ نے تاریخ کے کئی وقت پلٹ دئے اور آخر عمر راجہ رنجیت سنگھ تخت پنجاب پر براجمان ہوئے۔ اور آپ نے گرو کی بشارت سے اس باولی کو کھود کر نکالا۔ اور ۱۸۳۹ء میں موجودہ عمارت کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور مسجد کو پیوند زمین بنا کر اس کی جگہ رکانات بسا دئے۔

اگرچہ فن تعمیر کے لحاظ سے یہ کوئی قابل دید جگہ نہیں۔ مگر تاریخی پہلو اور مذہبی خیال سے اس کی اب بھی عظمت کی جاتی ہے۔

سامادہ ہمارا راجہ رنجیت سنگھ

جائے وقوع۔ دروازہ قلعہ کے سامنے۔ شاہی مسجد کے شمال مشرقی مینار کے پاس اس سامادہ کی طرز تعمیر اگرچہ کچھ سلطانی بھی ہے۔ مگر زیادہ تر ہندوئی وضع کو پسند کیا گیا ہے۔ بڑے دروازہ پر

گنیس جی اور برہما کی تصویریں سنگ سُرخ میں کھدی ہوئی ہیں۔
 سادہ کی چھت پر چھوٹے چھوٹے شیشے لگے رہے ہیں جو سفید
 مصالح میں جڑے ہوئے خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ درمیانی ڈاٹ
 کے نیچے ایک خوبصورت سائبان کے تلے ہمارا راجہ کے پھولوں
 کا کنواں ہے۔ اسی طرح چھوٹے کنواں میں ہمارا راجہ کی چاروں
 بیویوں اور سات بانویوں کے پھول ہیں جو ہمارا راجہ کے ساتھ
 سستی ہو گئی تھیں۔ دو اور نشان اُن کبوتروں کے راکھ کے
 ہیں جو ہمارا راجہ کی چتا پر گر کر گویا سستی ہو گئے تھے۔

ایک کمرے میں سنگ مرمر کی چھوٹی سی بارہ دری ہے۔ جو
 رانی جنمدا کی تھی۔ اور اُس نے لاہور چھوڑتے ہوئے سادہ
 پر چڑھا دی تھی۔

سادہ کی تیرہ کھڑک سنگھ نے شرع کی۔ شیر سنگھ نے بھی اس
 میں حصہ لیا۔ اور آخر وکیپ سنگھ کے عہدِ حکومت میں تکمیل کو
 پہنچی۔ پچھلے دنوں اندرونی سنگ مرمر کی محرابوں کی حالت کچھ
 خطرناک ہو گئی تھی۔ جنہیں سروڈ نلڈ میکلڈ لفٹنگ گورنر
 پنجاب نے تازہ مصالح لگوا کر مضبوط کرا دیا ہے۔

سمادھ گروار جن جی

جائے وقوع۔ روشنائی دروازہ کے باہر۔ قلعہ کے دروازہ سامنے
 گروار جن جی سکھوں کے پانچویں گرو تھے۔ دریا میں
 نہاتے ہوئے غرق ہوئے۔ لاش ہاتھ نہ آئی جو نذر آتش ہوتی۔
 مگر یادگار کے طور پر یہ سمادھ بنائی گئی۔ جسے مہاراجہ بخت سنگھ
 نے وسعت دیکر ایک عالی شان عمارت بنا دیا۔ جو اب تک موجود
 ہے۔ بلکہ اس سال اس عمارت کی اور بھی توسیع کی گئی ہے۔
 اس سمادھ پر ہر سال میں ایک مرتبہ میلہ لگتا ہے اور
 یوں بھی ہر روز صبح کو شہر کے ہندو اور سکھ مرد و عورتوں کا ہجوم لگا
 رہتا ہے۔ دور دور کے سکھ اس متبرک مکان کی زیارت
 کرتے ہیں۔

شوالہ دیوان تن چند تالاب "تن سر"

جائے وقوع۔ شاہ عالی دروازہ کے باہر۔ جیندر روڈ پر۔
 اس شوالہ کے ساتھ ایک نہایت وسیع اور پختہ تالاب
 بھی بنا ہوا ہے جو ہر وقت لبالب بھرا رہتا ہے۔ شہر کے مرد
 و عورت روز اس میں نہاتے اور اس سے فائدہ اٹھاتے

ہیں +

یہ تاللات اور شوالہ دیوان رتن چند نے جو ہارا بھجیت سنگھ
 کے حضوری نویس اور عہد سرکار انگلشیہ میں شہر کے انگریزی محکمہ
 تھے۔ ۱۸۵۰ء تعمیر کرایا تھا۔ ان کے بعد ان کے فرزند اکبر
 لالہ بھگوان داس نے تالاب کے جنوبی کنارے پر ایک اور عالیشان
 مندر تعمیر کیا جسے دیکھ کر ہر کے پجاریوں کے دل ہرے ہو جاتے
 ہیں۔ اسی تالاب کے شمالی کنارہ پر دیوان موصوف کی سادھ
 بھی بچتہ بنی ہوئی موجود ہے +

تالاب اور مندر کا سین دلفزا اور قابل دید ہے۔ خصوصاً
 چاندنی رات میں خوب بہار دکھاتا ہے +

ٹھا کر دوارہ پنڈت بنی لال

جلائے وقوع۔ انارکلی میں۔ گنپت روڈ کے سامنے
 تیرہ چودہ سال ہوئے کہ بیوگان پنڈت بنی لال رئیس
 لاہور نے ان کی وصیت کے مطابق اس شوالہ کو جو ان شروع کیا
 تھا۔ اس قدر عرصہ گزر گیا۔ اور تھینا پونے دو لاکھ روپے خرچ
 ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس کی عمارت ختم نہیں ہوئی +
 انارکلی بازار میں اس مندر کا طولانی رفیع الشانی گنبد نہایت

خوشنما اور شاندار معلوم ہوتا ہے۔ تمام عمارت پختہ اور بعض جگہ
پتھر استعمال کیا گیا ہے۔ مغرب اور جنوب کی طرف بڑی بڑی
دکانیں اور وسیع پیشکیں بنائی گئی ہیں۔ مشرق کی طرف ایک
بڑا مسافر خانہ اس مندر کے تختہ سے ہے۔ یہ تمام عمارت پندرہ
شعبہ متعلقہ یوگان مذکور اور پنڈت ایشور داس کی نیرنگرانی
تعمیر ہوئی ہے۔

مندرس میں ۱۴ دیواری ہیں جن کے اخراجات مندر کے
فنڈ سے ادا ہوتے ہیں۔ ۵۰ آدمیوں کو روزانہ لنگر تقسیم کیا جاتا
ہے۔ مسافروں کے ٹھہرنے کا انتظام بھی معقول ہے۔ اور ان
سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ مندر کی متعلقہ عمارت سے تقریباً
تین سو روپے ماہوار کرایہ وصول ہوتا ہے۔ لنگر خانہ مسافر خانہ
اور کرایہ کے مکانات کا انتظام آج کل پنڈت پریدیاں کے
پہرہ ہے۔

مختصر روپیہ
پندرہ سال آؤ تختہ میں لکھی جان
والی لکھی ہوئی روپیہ
پندرہ سال آؤ تختہ میں لکھی جان
والی لکھی ہوئی روپیہ
پندرہ سال آؤ تختہ میں لکھی جان
والی لکھی ہوئی روپیہ

جدید عمارات

اس حصہ میں صرف ان شاندار عمارتوں کا تذکرہ کیا جائیگا جو عہد برطانیہ میں تیار ہوئیں۔ ۱۔ راجی نڈا حسین عمارت قابل دید ہیں +

چیپ کو ریشیاب

جلے وقوع - مال روڈ

یہ عمارت رنڈر سارینک (ہندوستانی مسلم) طرز کی بنی ہوئی ہے۔ نقشہ عمارت بروکنگڈن بہادر انجینئر نے تجویز کیا تھا۔ اور مشر بہ۔ امی۔ ہلڈن اگرڈائیٹو انجینئر کی زیر نگرانی ۳۲۱۰۳۰ روپیہ کے خرچ سے باپچ ۱۹۵۹ء میں مکمل ہوئی۔ تمام عمارت کچی بنٹوں سے بنی ہوئی اور چار بابا ہوں اور سنگروں سے آراستہ کی گئی ہے۔ دراندن کے یہ مٹی حرا ہیں اور جالیاں نو شرہ کے رنگ دار سنگ مرمر سے بنائی گئی ہے۔ درمیانی حوض کا فرش سنگ مرمر کا ہے اور چھت پر دیوار کی لکڑی لگی ہے +

ریلوے سٹیشن

جگئے وقوع - شہر کے مشرق میں
 یہ عمارت شکل و صورت میں بالکل ایک قلعہ کے مشابہ ہے
 اور شاید ضرورت کے وقت قلعہ کا کام بھی دے سکے۔ اس کا
 کائنات مشرق و بلیو برٹن سی۔ آئی نے تجویز کیا۔ اور شوٹسکیہ دار
 سیاں سلطان کے زیر اہتمام بنکر بنیاد ہوئی۔ اس کا سنگ بنیاد
 لاڈولاڈس نے ۱۸۵۹ء میں رکھا تھا۔ اور ۱۸۶۰ء میں سب
 سے پہلی ٹرین یہاں سے امرتسر کو روانہ ہوئی۔ رگت کا تخمینہ
 پانچ لاکھ کیا جاتا ہے۔ اور اس وقت سے اب تک اس عمارت
 میں بہت کچھ ایذا دی و ترمیم بھی ہو چکی ہے +

ٹاؤن ہال

جگئے وقوع - بنک روڈ پر - گول باغ کے جنوب میں
 یہ عمارت جسے "کٹوریہ جوہلی ٹاؤن ہال" کہتے ہیں - لاہور
 کی ایک خوبصورت عمارت ہے - ۳ - فروری ۱۸۹۰ء کو شہزادہ
 البرٹ وکٹ نے اس کی شاندار رسم افتتاح ادا کی تھی اور ۱۸۹۰ء
 میں سر چارلس ایچمن لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اس کا سنگ بنیاد

رکھنا تھا۔ مشرپوگ سن نے اس کا نقشہ تجویز کیا اور مشرپل
 سینپل انجینئر نے ۶۰۰۰ روپے کی لاگت سے اسے تعمیر کرایا۔
 اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ میں اس عمارت کے دونوں بڑے
 برج اور کئی چھوٹی بُرجیاں گر گئی تھیں جنہیں میونسپلٹی نے
 پھر بدستور بنوا دیا۔ مگر اس دفعہ بڑے برج بجائے اینٹ اور
 چونے کے لوہے کی چادروں سے تیار کئے گئے ہیں۔
 عمارت کے سامنے راجہ ہرپنس سنگھ کا عطا کیا ہوا ایک
 خوبصورت فوارہ لگا ہے جو اس کی شان کو دوبالا کر رہا ہے۔

مارکیٹ

جائے وقوع۔ انارکلی۔ مال روڈ پر
 یہ اطالیہ طرز کی خوبصورت عمارت ۱۸۶۲ء میں نائٹس پنجاب
 کے لئے لوکل پراونشل اور اپسیریل فنڈ سے تیار کی گئی تھی۔
 نائٹس کے بعد اسے لاہور کا عجائب خانہ بنایا گیا اور اب ۱۸۹۶ء
 سے بطور مارکیٹ استعمال ہونے لگا ہے۔ مارکیٹ بنانے کے
 وقت اس میں بہت کچھ ترمیم و تیسرے کی گئی تھی جس سے اس
 کی شان اور مضبوطی اور بھی زیادہ ہو گئی۔

گورنمنٹ کالج

جائے وقوع۔ کچھری روڈ۔ گول باغ کے شمال میں
 یہ عمارت گاتھک طرز پر بنائی گئی ہے جو اپنے خوبصورت
 اور بلند میناروں کی وجہ سے نہایت شاندار اور بارعب نظر
 آتی ہے۔ ڈبلیو برٹون صاحب سپرنٹنڈنٹنگ انجینئر نے اس کا
 نقشہ تجویز کیا۔ اور اسے بہادر لالہ کنہیا لال اکزیکیو انجینئر کی
 زیر نگرانی ۱۹۳۷ء ۲۲۰ روپے کے خرچ سے بنکرتیا رہ ہوئی
 ۱۹۳۷ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور پورے پانچ سال
 اس کی تکمیل میں خرچ ہوئے۔

اس کے بڑے مینار پر ایک بڑا سا گھنٹہ لگا ہوا ہے۔
 اور اس کا مال اپنی خوبصورتی اور وسعت کی وجہ سے تمام
 کالجوں میں ممتاز ہے۔

اس کے احاطہ میں ایک پُرانا گرجا تھا جس میں ۱۹۳۷ء
 سے سامان درزش رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک
 شاندار بورڈنگ ہاؤس طالباء کی رہائش کے لئے تعمیر
 کیا گیا ہے۔

کتابچہ

جائے وقوع۔ چیف کورٹ کے سامنے۔ میکلوڈ روڈ پر

یہ شاندار عمارت بوجہ اپنی خوبصورتی۔ وسعت اور طرز تعمیر کے
آپ اپنی نظیر ہے۔ اینٹوں سے بنائی گئی۔ اور کئی جگہ خوبصورت
پتھر سے سجائی گئی ہے جو جہلم پار سے آیا تھا۔ مٹر۔ اور سیکاٹ
نے اس کا نقشہ تجویز کیا۔ اور برٹ کمپنی گلگتہ کے ایجنٹ مٹر
انفیلڈ سی۔ اسی کی زیر نگرانی۔ ۸۰۰ روپے کے خرچ سے
شروع میں تیار ہوئی۔

اس کے سینار میں جو پرائی انگریزی طرز پر بغیر برج کے
بنایا گیا ہے۔ ایک خوبصورت گھنٹا لگا ہوا ہے جس کے ساتھ
ایک باج بھی ہے جو نماز کے وقت خود بخود بکنے لگتا ہے۔ اور
خدا کی پرستش کرنے والوں کو خواب غفلت سے چو لکھاتا ہے۔

بزمِ اردو لاہور نے انگریزی شارٹ ہینڈ رائٹنگ کے اصول پر اردو مختصر نوی
کو مرتب کر لیا ہے۔ جسے اردو تحریر میں ایک نمایاں انقلاب پیدا ہوگا۔
پہلا رسالہ چھپ کر نمائش میں پیش ہو گیا۔ ہزار ڈیڑھ۔ پورٹریٹ پولیس آفیسر
ایر سیر کیٹی کے سکرٹری کو اس کی ضرورت ہے۔ صرف چار آنے میں
آنزیری سکرٹری بزمِ اردو لاہور سے مل سکتا ہے۔

لارنس اور منٹگمری ہال

جائے وقوع۔ چڑیا خانہ کے پرے۔ مال روڈ پر

یہ شاندار اور بانکے ایوان لارنس باغ میں بنے ہوئے
پنجاب کے دو لفٹنٹ گورنروں کی یاد دلوں میں تازہ کر رہے ہیں

لارنس ہال ۱۸۶۷ء میں پنجاب کے سب سے پہلے

لفٹنٹ گورنر سر جان لارنس کی یادگار میں مسٹر جی سٹون سی۔ اسی

کے نقشہ کے مطابق ۳۴۰۰۰ روپے کے خرچ سے یورپین

اصحاب کی آسائش کے لئے تیار کیا گیا۔ جو ان سے کام لیا

اور کاشوں کے کام آتا ہے

منٹگمری ہال ۱۸۶۷ء میں ریٹیرن پنجاب کے چار

سے بیادگار سر رابرٹ منٹگمری سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب قمبر

کیا گیا۔ نقشہ عمارت مسٹر جے گاؤڈن نے تجویز کیا تھا۔ اوپر

دو لاکھ روپے کے خرچ سے تکمیل کو پہنچا۔ ۱۸۸۵ء میں اس

کی چھت پھر از سر نو لکڑی سے بنوائی گئی تھی۔ یہ ہال بھی

یورپین اصحاب کے استعمال میں آتا ہے اور اس میں بڑے

بڑے ناچ اور دربار ہوتے رہتے ہیں

ایچ پی سن کالج

جائے وقوع - چھاؤنی کو جائے ہوئے مال روڈ پر

پنجاب چیفیس کالج جو پنجاب کے راجوں - نوابوں اور خاندانی رئیسوں کی تعلیم گاہ ہے۔ - حسن تعمیر کے لحاظ سے ایک بے نظیر عمارت ہے۔ - ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء کو اسٹیمپل وی آر اے ڈسٹرکٹ نے اس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور اس موقع پر ویرنل مائینسٹری ڈیوٹیک اینڈ ڈیپارٹمنٹ کیسٹ بھی شریف رکھتے تھے۔

اس کی عمارت پر ۳۸۵۵۲۰ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اور اس کے احاطہ میں ایک ڈسپنسری اور طلباء کی رہائش کے لئے کئی خوبصورت بورڈنگ ہاؤس بنے ہوئے ہیں۔ جن کے پاس ہی سٹور ہاؤس میں نواب ہاؤس پور نے ایک شاندار اور دل فریب مسجد بھی تعمیر کرائی ہے۔

میو ہاسپٹل

جائے وقوع - انارکلی کے مشرق میں۔ ہاسپٹل روڈ پر
یہ اطالیہ طرز کی شاندار عمارت اصول حفظانِ صحت

کے مطابق تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے چاروں کونوں پر چار
 بڑے بڑے محرابی ۶۰ فٹ بلند برج بنے ہوئے ہیں یہ میا
 میں ان سے بھی بڑا ۱۲۰ فٹ اونچا ایک اور برج ہے جس میں
 ایک بڑا سا گھنٹا لگا ہوا ہے۔ ۱۹۵۷ء کے زلزلہ میں اس
 برج کو بھی صدمہ پہنچا تھا جس کی وجہ سے اس کی بالائی منزل
 پھر از سر نو بنوائی گئی۔ عمارت دو منزلہ۔ مضبوط اور خوبصورت
 ہے۔ جنوب کی طرف اوپر بہت سی عمارات ہیں جن میں یورپ
 مریضوں کے وارڈ۔ اور سڑک کے پرے مروجہ خانہ نہایت شاندار
 بنے ہوئے ہیں۔ شمال مغرب میں آنکھ اور کان کے بیماروں کے
 لئے اور ایک نچتہ دو منزلہ عمارت حال میں تعمیر ہوئی ہے۔
 میڈیکل کالج بھی اسی احاطہ میں ہے +

یہ عمارت مسٹر ڈبلیو بیڈن سپرنٹنڈنٹنگ انجینئر کے نقشہ
 کے مطابق راے بہادر لالہ کنہیا لال اگزیکیوٹو انجینئر کی زیر نگرانی
 ۱۹۵۸ء - ۱۹۶۱ء کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء
 میں ارل میو وائسرائے ہند نے اس کا ملاحظہ کیا۔ اور
 اجازت دی کہ اس کا نام ان کے نام نامی پر "سیو ہسپتال"
 رکھا جائے +

بڑا ڈاک خانہ

جائے وقوع - اپر مال

یہ شاندار عمارت جس میں یورپین اور ایشیائی دونوں مذاق کی
جھاک نظر آتی ہے۔ فروری ۱۹۰۵ء سے شروع ہو کر اکتوبر
۱۹۰۵ء میں ختم ہوئی۔ دو مستقیم لائنیں بڑے بڑے کمروں
کی شمال سے جنوب اور جنوب سے مغرب کی طرف بنائی گئی ہیں۔
ان کے سروں پر دو دو خوشنما گنبد عجیب بہار دکھاتے ہیں۔
دونوں قطاروں کے مرکز میں ایک اور بہت بڑا شاندار گنبد ہے
جس میں بڑا سا کلاک لگا ہوا ہے۔ دونوں منزلوں میں ڈاک خانہ
کے متعدد دفاتر ہیں۔ اور تمام شہر کی ڈاک بیس سے مختلف
حلقوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس عمارت پر ۱۶۴۷۵ روپے
خرچ ہوئے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی ہال

جائے وقوع - عجائب خانہ کے سامنے۔ مال روڈ پر

یہ خوبصورت عمارت ہنر آئزمر چارلس منٹگمری ریواڈ کے سی۔
ایس۔ آئی لفٹ گورنر پنجاب چانسلر پنجاب یونیورسٹی۔

سرلیونس ٹیڑہ لی اے۔ کے۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔
 وائس چانسلر اور مسٹر اے۔ سی۔ ولنز ایم اے رجسٹرار کے زمانہ
 میں ۱۸۲۴ء میں ۱۸۲۴ء کے خراج سے بنائی گئی۔ بعد کی ریمنگھ
 وائس چانسلر میونسپل آف آرٹ نے اس کا ڈیزائن تجویز کیا۔
 اور مسٹر ایچ۔ ایم ہینسٹن اگر کیٹو انجینئر اور مسٹر لی اے ہیکملین
 کا رملک اسٹنٹ انجینئر کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی۔ ۲۔ جنوری
 ۱۹۰۷ء کو ہر آئرن نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ یہ عمارت
 سرکاری عمارتوں میں دوسرے درجہ پر شمار ہوتی ہے۔ ورمینی
 برج میں ایک بہت بڑا کھواک لگا ہوا ہے یہی عمارت
 پنجاب یونیورسٹی کا کمرہ امتحان ہے۔ اور اسی میں آج کل لکچر
 کا دفتر اور اوری انٹل کالج کی جماعتیں تعلیم پاتی ہیں۔

بنک آف بنگال

جائے وقوع۔ مال روڈ پر۔ ڈاکخانہ کے سامنے

یہ شاندار دو منزلہ عمارت جو بینک آف بنگال کی اپنی ملکیت
 ہے۔ ۱۹۰۷ء میں قریباً دو لاکھ روپے کے صرف سے مارٹن اینڈ
 انجینئرز کلکتہ کے زیر اہتمام بنکر تیار ہوئی ہے۔ مال روڈ میں آئے
 جاتے اس کا خوبصورت بلند اور سفید گنبد دور سے عجیب بہار

دکھاتا ہے۔ اسی عمارت میں بینک آف بنگال کا دفتر ہے۔ اور
اسی میں سرکاری خزانہ رہتا ہے۔

رومن کیتھولک چرچ

جائے وقوع۔ لارنس روڈ

اس خوبصورت اور عظیم الشان گرجے کی تعمیر ۱۹۰۲ء سے
شروع ہو کر نومبر ۱۹۰۶ء میں ختم ہوئی ہے۔ اس کا خوبصورت
نقشہ اہل انجیلیم کی دماغ سازی کا نتیجہ ہے۔ اس کی عمارت پر قریباً
چار لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ایسی خوبصورت اور ایسی ہیبتناک
اور ایسی مستحکم عمارت موجود نہایت کم آج تک کوئی تیار نہیں
ہوئی ہے۔ اور آج کل کی عمارتوں میں یہی ایک ایسی عمارت ہے،
جوابی پائڈری کی وجہ سے ایک غصہ تک افاتِ زمانہ کا مقابلہ
کریگی۔ اور دیر تک صنادیدِ عجم کی طرح اپنے دیکھنے والوں کو اپنے
بنانے والوں کی یاد دلاتی رہیگی۔

آج کل ریورنڈ براڈر جو جیم اس گرجے کے افسرِ اعلیٰ ہیں۔
وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی صاحب ہمارے گرجے کی سیر کے لئے
تشریف لائینگے تو ہمیں اُن کے آنے سے بے حد خوشی
حاصل ہوگی۔

نیدو ہوٹل

جائے وقوع۔ چڑیا خانہ کے سامنے۔ مال روڈ پر
چیرنگ کر اس سے ذرا آگے بڑھیں تو ایک سُرخ رنگ
کی شاندار عمارت نظر آتی ہے۔ اس عمارت میں آجکل نیدو ہوٹل
ہے۔ اسے لاہور کے مشہور رئیس رائے صاحب لالہ رام سندھیل
نے قریباً تین لاکھ روپے کے صرف سے ۱۹۷۹ء میں بنوایا ہے
اور سٹر ہر فوڈ ڈک کے زیرِ اہتمام بنکر تیار ہوئی ہے۔ جس اتفاق
سے یہ عمارت ایسی جگہ واقع ہوئی ہے جس کے چاروں طرف
بہتر ہی بہتر نظر آتا ہے اور اس بہتر میں اُس کی سُرخ رنگ
بلند دیواریں اور اُن کی چوٹیوں پر کئی سیاہ فام خوشنما بُرجیاں
عجیب بہار دکھاتی ہیں۔ اس عمارت میں تمام بجلی کی روشنی
اور بجلی کے شکمے لگے ہوئے ہیں۔ اور اس کے صرف ایک حصہ
سے آج کل ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار کرایہ وصول ہوتا ہے۔

عجائب خانہ

جائے وقوع۔ یونیورسٹی ہال کے سامنے۔ مال روڈ پر
اس شاندار عمارت کے ایک حصہ میں عجائب خانہ ہے۔

اور ایک حصہ میں میونسکول آف آرٹ۔ ایک لیکچر ہال بھی ہے۔ جس میں میجک لنٹرن کے ذریعہ مفیدا اور دلچسپ لیکچر دئے جاتے ہیں +

۳۔ فروری ۱۹۰۹ء کو ہنر رائل ہائنس پرنس الہوٹ وکٹو آف ویلز کے جی۔ کے۔ پی نے اس عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور ۱۶۲۰۰۰ روپے کے صرف سے بنکر تیار ہوئی۔ حال میں اس کے سامنے طلباء میونسکول آف آرٹ لاہور کا بنایا ہوا ایک فوٹر لگایا گیا ہے جو پتھر سے بنا ہوا ہے۔ عجائب خانہ کا دروازہ بھی اس کے ساتھ ہی سنگ مرمر سے نہایت خوبصورت بنایا گیا ہے۔ اور یہ بھی طلباء کے موصوف کی صناعتی کا نمونہ ہے +

عجائب خانہ میں پرانی قلمی تصویریں۔ فوٹو گرافی کے نمونے۔ جانوروں کے ڈھانچے۔ اکثر چیزوں کے لکڑی اور مٹی سے بنے ہوئے نمونے۔ دھاتیں اور معدنیات۔ صنعت و حرفت کے عجائبات۔ مٹی کی تصویریں۔ مختلف قسم کے سوتی۔ اونی اور لیشمی پارچات۔ پرنٹس ہتھیار اور سیکے۔ اور اور بہت سی نادر و نایاب چیزیں سجائی گئی ہیں۔ ایک کمرے میں پتھر کے ترشے ہوئے بت ہیں جو پرنٹس زمانہ کی صناعتی اور

اس کے ساتھ عقیدت مندی کا پتہ دے رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی بہت سے پرانے کتبے ہیں جو مختلف زبانوں میں مختلف چیزوں پر کندہ کئے ہوئے ہیں۔ غرضیکہ عجیب و غریب ایسی دلچسپ اور عجیب و غریب چیزوں کا مخزن ہے کہ لاہور میں آنے والے اصحاب کو انہیں دیکھنے بغیر لاہور سے ہرگز واپس نہ ہونا چاہئے۔ مختصر قواعد حسب ذیل ہیں :-

وقت اسریدوں میں (یکم اکتوبر سے ۱۵-۱۶ اپریل تک)

ہر روز ۹ بجے صبح سے ۵ بجے شام تک

اتوار کو ۱۲ بجے دوپہر سے ۲ بجے تک

ب۔ گرمیوں میں (۱۶-۱۷ اپریل سے ۳۰ ستمبر تک)

ہر روز ۷ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک

پھر ۳ بجے دوپہر سے ۶ بجے تک

اتوار کو ۳ بجے دوپہر سے ۶ بجے تک

ہر ماہ کا پہلا اتوار صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔

قواعد ۱۔ چھتری۔ چھتری اور گٹھڑی وغیرہ دروازے پر محفوظ

کے پاس چھوڑ دینی چاہئے۔

۲۔ عجایب خانہ کے اندر تمباکو پینا منع ہے۔

۳۔ کتوں کو اندر لے جانے کی اجازت نہیں۔

۴۔ ویسی جوتا دروازہ کبہ باہر اتار دینا چاہئے۔

بھڑیا خانہ

جلنے وقوع۔ چیرنگ کر اس کے پاس۔ مال روڈ پر
 لاہور کا چڑیا خانہ بھی عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ مانتی کے سوا
 شاید ہی کوئی ایسا جانور ہوگا جو یہاں موجود نہ ہو *
 درندوں میں شیر چیتے۔ رتھ۔ بھیرٹریے وغیرہ۔ چرندوں
 میں۔ ہرن۔ نیل گائے۔ بارہ سینگے اور کئی قسم کے جانور۔ پرندوں
 میں۔ چھوٹے موٹے بے شمار مختلف رنگ۔ صورت اور قد و
 قامت کے حیوانات۔ آبی جانوروں میں۔ مرغابی۔ کُٹنگ۔
 حوصل۔ سیل۔ بگے اور اور کئی قسم کے جانور۔ خشرات الارض میں
 سفید چوہے۔ خرگوش اور اور بہت سے جاندار بڑی کوشش
 اور جانفشانی سے مٹیا کئے گئے ہیں۔ مہن کے رہنے کے
 مکانات اور پھرے اکثر والیان ریاست اور روسائے پنجاب
 نے عطا کئے ہیں۔ غرض کہ یہ باغ حیوانات لاہور کی زیب زینت
 ہے۔ اور دن بھر تماشا ٹیوں اور شوقینوں کی ہجوم سے بھرا
 رہتا ہے *
 ہر روز صبح سے شام تک اسے دیکھ سکتے ہیں۔ کتے۔
 گھوڑے۔ ہائیکل اور اور سواری کے جانور اندر لے جانے کی اجازت

نہیں۔ اور اس بات کی سخت ممانعت ہے کہ چڑیا خانے کے جانوروں کو چھپڑا اور دق کیا جائے۔

قومی عمارتیں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
برصغیر عجائب گھر	انارکلی - ہاسپٹل روڈ	برٹلانیال	منٹن مزار یا گنج بخش
ایو ساج ہال	انارکلی	ریہ ساج ہال	انارکلی گنپت روڈ
فرینٹ کچن چیمبر	انارکلی	برکت آباد چیمبر ہال	موجی دروازہ سرکلر روڈ

گر جے۔ چیمبر۔ پبلک عمارتیں

بورڈنگ ہاؤس اور محض دیگر مقامات

اس فہرست میں صرف وہ بورڈنگ ہاؤس درج ہونگے۔ جو تعلیم کھانوں سے الگ بنے ہوئے ہیں۔

نام	جائے وقوع
اسلامیائی سکول بورڈنگ ہاؤس اور نیشنل کالج بورڈنگ ہاؤس انگریزوں کا قبرستان ایضاً	کشمیری دروازہ حضوری باغ سرکلر روڈ پیران ٹکسالی دروازہ نیچر روڈ

نام	جائے وقوع
اسلامی قبرستان	طاب زندگی - میانی - بھو آؤہ - بیوی پاکدامناں
اجنبی خانہ	میور روڈ
مانا ٹو میکمل رومز (مردے خانہ)	ریلوے روڈ
ب۔ بہاولپور ٹاؤس	بہاولپور روڈ
بشپ صاحب لاہور کی کوٹھی ..	کوہر روڈ
باغ لارچھوٹا لال	اپر مال
بشپ صاحب من کیتھولک کی کوٹھی	لارنس روڈ
پ۔ پنجاب آئس فیکٹری (برف خانہ)	رابرٹس روڈ
پاگل خانہ	سنٹرل جیل کے مشرق میں
پٹیا لہ ٹاؤس	اپر مال
پریس بیئرین چرچ سکاچ کرک	ناجھ روڈ
پنجاب سنٹرل بینک ڈپو	مضید عام پریس - لاہور روڈ
پنجاب سول سکرٹریٹ	کورٹ شریٹ
پنجاب یونیورسٹی ایگزیکشن ہال ..	عجائب خانہ کے سامنے
پنجاب لائٹ ہاؤس کے میدان پرید	لوئر مال کے مشرق میں
ت۔ تالاب رائے ہیلارام	میکلوڈ روڈ

نام	جلے وقوع
ج۔ جینڈ ہاؤس	لوئر مال
جج۔ چانڈ ماری والٹیرسٹ پی۔ وی انفلز	ملتان روڈ چوہدری سے آگے
چانڈ ماری والٹیر ریلوے	شالامار روڈ
خ۔ خالصہ بورڈنگ ہاؤس	متصل گورنمنٹ پریس
ڈ۔ ڈسٹرکٹ جیل	جیل روڈ
✓۔ ریلوے ہوسٹل	ریلوے روڈ
ریلوے کو پریڈسٹور	شالامار روڈ
ریلوے گودام گھر	،
ریلوے ٹھیٹر	،
رومن کیتھولک گرجا	لارنس روڈ
رومن کیتھولک گرجا ایکویٹ کنیپشن	،
رومن کیتھولک کنونٹ (گرجا)	پکھری روڈ
ریلوے گرجا سینٹ اینڈریو	ایمپرس روڈ
ریلوے گرجا سینٹ اینتھین	،
ریلوے انسٹیٹیوٹ	وکتوریہ روڈ
ریلوے کیرج شاپ	متصل سٹیشن شرقی لاہور
رادھا گنڈ	سرکڑ روڈ (مکمل دروازہ)

نام	جلئے وقوع
رصد گاہِ علم ہیئت	جیل روڈ
ذ۔ زنانه جیل خانہ	نیشنل جیل کے پیچھے
س۔ نیشنل جیل	جیل روڈ
سینٹ ہال پنجاب یونیورسٹی	کچہری روڈ
سرائے میاں سلطان	لنڈا بازار
ف۔ فرید کوٹ ہاؤس	مزنگ روڈ
ک۔ کنٹریڈرل آف لیسرکیشن	اپر مال
کیورنگھل ہاؤس	میکٹیکن روڈ
گ۔ گورنمنٹ ہاؤس ملہ	اپر مال
گورنمنٹ ایگری ہارٹی کلچرل باغات	اپر مال (متصل چڑیاخانہ)
ل۔ لاہور جینخانہ	لارنس باغ
لیڈی لائل ہوم (نرسوں کے لئے)	ہاسٹل روڈ

اسے گورنمنٹ ہاؤس دراصل محمد قاسم خان کا مقبرہ ہے جو شہنشاہِ بکر کا رشتے میں بھائی تھا۔ اور پہلوانی کا بڑا شائق تھا۔ رنجیت سنگھ کے وقت تک یہ گنبد گشتی والا گنبد کہلاتا تھا۔ جہدار خوشحال سنگھ نے یہاں ایک ہشت پہلو مکان بنوایا۔ جسے اُس کے بھتیجے تیرجا سنگھ سے گورنمنٹ نے لے لیا۔ اور گورنمنٹ ہاؤس قرار دیا اس کی دیواروں پر چینی کا نہایت خوشما کام کیا ہوا ہے اور قاسم خان کی قبر کھانے کے کمرہ کے نیچے تہ خانہ میں اب تک موجود ہے ۔

نام	جائے وقوع
م سیکول آف آرٹ بورڈنگ ہاؤس ..	لاج روڈ
میٹھوڈسٹ ایسی کولیشن چپل ..	فیروز پور روڈ
میڈیکل کالج بورڈنگ ہاؤس ..	ہال روڈ
میدان گھڑ دوڑ ..	جیل روڈ
مقدس ٹالوٹ کالج ..	رابرٹس روڈ
میلارام ٹیچرس کول ہال ..	سرکلر روڈ (بھائی دھانی)
ن - نو لکھا پریس بینسٹرن گرجا ..	نکلسن روڈ
رہندوستانیوں کے واسطے	
نوٹن ہال ..	نیمیر روڈ
و - ویسلیئن مشن چپل ..	نکلسن روڈ
واٹرورکس ..	لنگے منڈی
۴ ہندوؤں کا مگھٹ ..	بیرون ٹکسالی دروازہ
ی یورپین وک ہاؤس ..	جیل روڈ
بقیہ	
ڈ ڈی - ای - وی ہائی سکول بورڈنگ ہاؤس	لاہور روڈ
گ گورنمنٹ سکول آف انجینیئرنگ	" "

قابل دید کارخانے

یوں تو لاہور میں بہت سے روٹی بیٹنے - تیل نکالنے -
چھاپنے - برٹ اور اورکشی قسم کے کارخانے ہیں۔ مگر ان
میں ذیل کے کارخانے مشہور اور قابل دید ہیں :-

نام	جائے وقوع	کیا کام ہوتا ہے	کس طرح دیکھ سکتے ہیں
ریل کے کارخانے	متصل ریلوے سٹیشن	کانٹریں بنتی ہیں۔ لوہے پتیل اور لکڑی کا کام ہوتا ہے۔ ایک بجلی کا کارخانہ بھی ہے +	ٹریفک سبزمنڈ ٹک کے دفتر میں خواست کرنے پر پاس ملتا اور صرف ہفتہ کے روز دیکھے جاسکتے ہیں
ریلوے پریس	دکٹوریٹ	چھپائی۔ رول کشی اور باڈنگ کی مشینیں چلتی ہیں +	ایضاً
کارخانہ میلے میلارام	میلارام روڈ	روٹی صاف ہونے سے لیکر کپڑا مینے تک کل کام ہوتا ہے +	کارخانہ کے دروازہ پر دو آنے میں ایک پاس مل جاتا ہے
منیجیمینٹ پریس	لاہور روڈ	چھپائی۔ رول کشی۔ باڈنگ پتھر کاٹنے اور گھسنے کی مشینیں چلتی ہیں	مینجر کی اجازت سے دیکھ سکتے ہیں

نوٹ : ان کے علاوہ راوی کے پار شاہدہ سٹیشن کے پاس پنجاب کاٹن پریس کمپنی کے
کارخانے اور اورکشی کارخانے بھی قابل دید ہیں جو ان کے منجریں کی معرفت دیکھے جاسکتے ہیں

کالج - مدرسے اور تنظیم خانی

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
سرکاری			
گورنمنٹ کالج	پکھری روڈ	سنٹرل ہوٹل سکول	لوہڑا مال
ٹریننگ کالج	لاہور روڈ	نارمل سکول	”
میڈیکل کالج	ہاسپٹل روڈ	سیو سکول آف آرٹ	مال روڈ
لاء کالج	بھارتیہ ٹنگ (چنید روڈ)	ریلوے ٹیکنیکل سکول	برائڈ ٹریڈ روڈ
ادری ٹیل کالج	مال روڈ (پونیوٹی ٹال)	گورنمنٹ گرل سکول	حویلی فہمال سنگھ (سویا دروازہ)
ڈرنیری کالج	ریلوے روڈ	گورنمنٹ نانہ نائل سکول	”
یکسپن چیس کالج	مال روڈ	وکیٹوریہ مگرل سکول	مال روڈ
منشوری			
کرسچن کالج	رابرٹس روڈ	ننانہ ہائی سکول	مال روڈ
ڈیوٹیٹی کالج	مشن روڈ	یوے سکول یوپین	”
تھیا لوجیکل کالج	”	ادریو رشمن کے لیت	شالامار روڈ
شن ہائی سکول	زنگ محل	سینٹ ایتھن ہائی سکول	لارنس روڈ
نوٹ - ان کے علاوہ شہر میں مختلف مقامات پر کئی میونسپل بورڈ سکول - اور مشن سکول کی بہت سی شاخیں بھی ہیں جن میں پرائمری تک تعلیم ہوتی ہے +			

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
کیتھیڈرل مانی سکول (مردانہ)	بنک روڈ	یتیم خانہ سینٹ فرانسس { کچہری روڈ بورڈنگ سکول برکادسی طلباء	
کیتھیڈرل مانی سکول یتیم خانہ	نکلسن روڈ	یتیم خانہ سینٹ جوزف { کیتھیڈرل دیسس لڑکیوں کے واسطے	
کیتھیڈرل مانی سکول (زنانہ)	مال روڈ	ڈفرن سکول (دیسس) { ایمپرس روڈ عیسائیوں کے لئے	

ہندو

ڈی۔ اے۔ دی کالج	کورٹ ٹریٹ	ست سوجا سکول	چکلا بازار
ڈی۔ اے۔ دی مانی سکول	لاہور روڈ	ہندو ڈائمنڈ جوبلی	برائڈ ٹھہروڈ
سنان دھرم مانی سکول	دھپو والی	شکینیکل انسٹیٹیوٹ	اسٹان وڈ متصل
آریہ پتھری پاچھ شالہ	دھپو والی	ہندو یتیم خانہ	آلوں کوٹ

اسلامی

اسلامیہ کالج	ریلوے روڈ	یتیم خانہ انجمن انصانیہ	متصل تحصیل
اسلامیہ مانی سکول	پیرنوالہ روڈ	مدرسہ رحیمیہ	انارکلی مسجد بنیاد

نوٹ :- ۱۔ ان کے علاوہ شہر میں مختلف مقامات پر ڈی۔ اے۔ دی مانی سکول کی چھ اور اسلامیہ مانی سکول کی بہت سی شاخیں بھی ہیں +

۲۔ نیز شہر میں ۳ ہندوؤں کے اور ۴ مسلمانوں کے زنانہ مدرسے بھی ہیں +

کلب اور سوسائٹیاں

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
پنجاب کلب	اپر مال	ریٹ پیڑا سوسائٹی	ہیرامندی
پنجاب سوسائٹی کلب	لوٹ مال	فریمین لاج	لج روڈ
ریڈ کلب	چیمبر روڈ	نقی سوسائٹی	متعلقہ سوسائٹی
ینٹ ہیر چیمبر سوسائٹی	اپر مال	پنجاب سوسائٹی	انارکلی
پنٹ سوسائٹی	پنٹ روڈ	زنا سوسائٹی	میو روڈ
ینٹ سوسائٹی	اسلامیہ کالج	سٹیشن لبریری	سٹیشن روڈ
نورین سوسائٹی	سکرٹ روڈ	اوریٹس کلب وغیرہ	اپر مال
انجمن سوسائٹی	کسمیری بازار	کریچن کمیٹی	جرینا لک

مشہور اخبار

نام	دفتر کا مقام	نام	دفتر کا مقام
سول اینڈ بلڈری گزٹ	مال روڈ	انگریزی	انگریزی
شعبہ ہون	جیندر روڈ	پنجابی	پنجابی
		پنجابی	پنجابی

نام	دفتر کا مقام	نام	دفتر کا مقام
پیسہ اخبار	پیسہ اخبار شریف	مینیسٹر گزٹ صدر ایجنہ	دہلی دروازہ
ہندوستان	ٹاسٹیل روڈ	وقار	کٹرہ ولی شاہ
اخبار عام	شیرانوالہ دروازہ	تذیب النساء	ریلوے روڈ
وطن	موتی بازار	پرکاش	رفاہ عام پریس
پنجاب سماچار	سرکلر روڈ شاہی دروازہ	حکمت	انارکلی بالمشدی
آریہ گزٹ	گینٹ روڈ	الکیمیا	بازار شہنشاہی محلہ
راجپوت گزٹ	سرکلر روڈ	دیش اوپکارک	موجید دروازہ
	لاہور دروازہ		چوک مٹی

بڑے بڑے چھاپے خانے

نام	جلسے وقوع	نام	جلسے وقوع
اردو	لاہور روڈ	انگریزی	گورنمنٹ پریس
مفید عام شیم پریس	ریلوے روڈ	ریلوے پریس	کونٹریٹ سٹریٹ
رفاہ عام شیم پریس	بیڈن روڈ	سول اینڈ ٹریڈ پریس مال روڈ	وکٹوریہ روڈ
نولکشور گیس پریس	یکی دروازہ	شہیدین پریس	جینہ روڈ
اسلامیہ شیم پریس	پیسہ اخبار شریف	پنجاب کرچن پریس	انارکلی
خادم التعليم شیم پریس			

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
حمید یثیم پریس	موتی بازار	پنجاب پرنٹنگ کس	گپت روڈ
ہندوستان یثیم پریس	ہاسپٹل روڈ	کیگسٹن پریس	ایڈورڈ روڈ
آریہ یثیم پریس	چنگڑ محلہ روڈ	ایڈین پریس	ریلوے روڈ
		البرٹ پریس	کمرشل بلڈنگس

لائبریریاں اور پرنٹنگ

نام	جائے وقوع	کیا کیا چیزیں مل سکتی ہیں	وقت
پنجاب پرنٹنگ	نیوٹریم روڈ پر عجائب خانہ کے سامنے	انگریزی، عربی، فارسی اردو، سنسکرت، ہندی اور گورکھی کتابیں	صبح ۷ بجے تک پھر ۳ بجے تک، شام ۵ بجے تو رات کو ۷ بجے پھر ۱۰ بجے تک گرمیوں میں ہر روز صبح صبح ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک پھر ۵ بجے سے شام ۵ بجے تک تو رات کو ۵ بجے سے ۷ بجے تک +

۱۵۔ اس لائبریری کی عمارت دراصل حکیم علی الدین دہلوی صاحب کی یاد دہانی تھی جس کے ٹرڈ ایک ”باغِ خدیجہ“ لگا ہوا تھا۔ چند کچھروں کے پتھر اس کی یادگار ہیں اب تک موجود ہیں + بقیہ صفحہ ۹۸

نام	جا وقوع	کیا کیا چیزیں مل سکتی ہیں	وقت
کتب خانہ انجمن مستشار العلماء	شاہی مسجد	عربی سفارسی اور اردو کتابیں	سب دیوں میں ۸ بجے صبح سے ۱۱ بجے تک پھر ۲ بجے سے شام کے ۵ بجے تک گرمیوں میں ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک پھر ۲ بجے سے شام کے ۶ بجے تک
کتب خانہ انجمن دیال سنگھ ریڈنگ روم	مقتل تحصیل بجارت بلڈنگ (رجینڈ روڈ)	انگریزی اردو اخبار اور رسالے	ہر روز ۲ بجے دوپہر سے شام صبح ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک

بغیر نوٹ سرفہرہ ۱۴ سیکھ کے زمانہ میں یہ عمارت چھاؤنی کے قبضے میں تھی۔ انگریزی عہد
میں بھی یہاں قید ڈنی کے کام آتی رہی۔ پھر یکے بعد دیگرے ہندو بہت اور تار کے دفتر اس میں
رکھے گئے۔ کچھ بزرگ اب غائب ہو گئے۔ کام آئی۔ اور اب ۱۹۴۷ء سے پنی کا کتبہ بنام اس میں رکھا ہوا ہے
انجمن مستشار العلماء کا دارالافتاء بھی اسی کتب خانہ میں ہے۔ جہاں
نہ نہیں داخل کرنے پر ایک ہفتہ میں فتوے مل سکتا ہے شمس العلماء
مہاروی مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی فتوے تحریر کرتے ہیں۔
۱۹۴۷ء۔ انجمن نعمانیہ کا دارالافتاء بھی اسی کتب خانہ میں ہے۔ بغیر کسی
نہیں کہ فتوے دیا جاتا ہے۔ مفتی عبدالقادر صاحب فتوے تحریر کرتے ہیں۔

دارالافتاء

بڑے بڑے دفاتر

نام	جائے وقوع
دفتر اکونٹنٹ جنرل و کرنسی آفس	مزنگ روڈ
صدر مقام صاحب ایجوکیشنٹ فیسٹ پنجاب	چریج روڈ
چیف میڈیکل افسر پبلک پنجاب	پال روڈ
کسریٹی گدام	قلعہ لاہور
کنسرویشر جنگلات پنجاب	کوہر روڈ
ڈیڈ لیٹر آفس	رابرٹس روڈ
دفتر ڈپٹی کنسٹبل انجنیرریلوے	ڈیوس روڈ
ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ملحقہ وسطی	لوڈ مال
ڈائریکٹر آف لینڈ ریکارڈ پنجاب	کورٹ شریٹ
ڈائریکٹر شستہ تعلیم	میو زیمر روڈ
ڈسٹرکٹ بورڈ	ٹاؤن ہال
سپرٹنڈنٹ پولیس	کچہری روڈ
انڈیمینر پبلک ورکس اکاؤنٹنٹ پنجاب	مال روڈ متصل عجائب خانہ
کمشنر آبکاری پنجاب	کچہری روڈ
ایگزیکٹو انجنیر لاہور سپراونشل ڈویژن	سیکلوڈ روڈ

نام	جائے وقوع
دفتر ایگزیکٹو انجنیئرنگ ریزرو پنجاب	نیمبر روڈ
ڈویژنل فارسٹ آفیسر	کوہر روڈ
گورنمنٹ ایڈووکیٹ پنجاب	کچہری روڈ
ہیلتھ آفیسر	ہماون ٹال
اینگلش مدرس حلقہ لاہور	مال روڈ متصل عبا خانہ
اینگلش جنرل سول اسپتال پنجاب	کورٹ سٹریٹ
اینگلش جنرل پولیس پنجاب	"
اینگلش جنرل جیل خانہ جات	کچہری روڈ
اینگلش جنرل جسٹس و اعصاب	کورٹ سٹریٹ
اینگلش مدرس زمانہ	مال روڈ متصل عبا خانہ
میونسپلٹی لاہور	ہماون ٹال
ریلوے چیف سٹور کیپر	وکتوریہ روڈ
ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ	ریلوے سٹیشن
انجنیئر انچیف	ایمپرس ڈسٹرکٹ
کنسٹرکشن	وکتوریہ روڈ
ایگزیکٹو ایڈووکیٹ اکاؤنٹنٹ	ایمپرس ڈسٹرکٹ
لوگو سپرنٹنڈنٹ	وکتوریہ روڈ

نام	جاسکوقوع
دفتر منیجر نارنگہ دیسٹرن ریلوے	ایسپیرس ڈسٹرن ریلوے
ء ریلوے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ	ء
ء والیئر زو صاحب ایجوکیشنٹ	وکتوریہ روڈ
ء پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب	جنرل پوسٹ آفس
ء پبلک ورکس سکریٹریٹ دشاخ عمارات و ٹرک	مال روڈ متصل عمارات
ء دشاخ آبپاشی و انہاء	کچہری روڈ
ء لائٹ ہاؤس	فیروز پور روڈ
ء ٹیکسٹ بک کمیٹی	مال روڈ متصل عمارات
ء پنجاب یونیورسٹی	کچہری روڈ
ء ریلوے میل سروس	جنرل پوسٹ آفس ریلوے
ء سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس	میکلوڈ روڈ
ء کمشنر حفظان صحت	کچہری روڈ
ء کمشنر بندوبست	کورٹ سٹریٹ
ء سپرنٹنڈنگ انجنیئر پراولشل و مکس حلقہ سوم	میکلوڈ روڈ
ء سپرنٹنڈنگ انجنیئر ہزارہی دواب	فیروز پور روڈ
ء نرلور پنجاب سرکل	بیگم روڈ
ء ٹیلیفون اکیپیجینج آفس	میکلوڈ روڈ

پچھریاں

نام	جا وقوع	نام	جا وقوع
پنجاب چیف کورٹ ڈویژنل و سیشن کورٹ لاہور دگو جہانوالہ	ایسر مال سیکنگ روڈ	منصف لاہور منصف شرقیہ تحصیلدارہ و نامیب تحصیلدار شی پنجہ دآئزیری جھڑ	دہلی دروازے کے اوپر کورٹ شریف
ڈسٹرکٹ جھڑپ ڈسٹرکٹ جھڑپ ڈپٹی کمشنر۔ اور دیگر عدالتیں سماں کاز کورٹ	لور مال	فنانسل کمشنر پنجاب کمشنر لاہور	کورٹ شریف

ڈاک خانے

ہر ایک ڈاک خانہ کا وقت صبح ۷ بجے سے شام کے ۶ بجے تک
ہے۔ مگر براچی ادنیٰ صبح کے ۱۰ بجے سے شام کے ۴ بجے تک
کھلے رہتے ہیں۔

جا وقوع	قسم	جا وقوع	قسم
اندرون شہر اکبری منڈی شاہ عالمی دروازہ	سب ادنیٰ برایچ ادنیٰ	ڈہلی بازار تحصیل چوئے منڈی	سب ادنیٰ برایچ ادنیٰ

جائے وقوع	قسم	کیا تاریخی بھی ساتھ ہے	جائے وقوع	قسم	کیا تاریخی ساتھ ہے
نوماری منڈی	برایں اوفس	.	کپری ضلع	سب اوفس	.
سید مٹھا	"	.	مزننگ	"	.
دچھو والی	"	.	ریلوے سٹیشن	"	تاریخی ہے
مچھی ہٹ	"	.	پیسہ اخبار ریلڈنگ	"	.
بھائی دروازہ	"	.	ریلوے بلڈنگس	"	.
موجید روارہ	"	.	شالامار روڈ	"	.
بیرون شہر		.	سنٹرل جیل	برایں اوفس	.
		.	انارکلی	"	.
		.	لنڈ آبادار	"	.
انارکلی	سب اوفس تاریخی ہے	.	اپر مال	آفس جنرل پوسٹ	.
چیمبرنگ کراس	"	.		گورنمنٹ ٹیلیگرام اوفس	.
کورٹ سٹریٹ	.	.			.

شفا خانے

جن میں تقریباً مفت دوا مل سکتی ہے

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
میو ہاسپٹل	ہاسپٹل روڈ	شفا خانہ حیوانات	ریلوے روڈ
لیڈی ایچسن رزنانہ ہاسپٹل	"	ریکوڈ سپنسی دملانان بن	میو روڈ

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
ریکوڈ سپنری شاخ ٹھہر دلا زمانہ کیلئے	سید مٹھا	میونپل شفا خانہ	سید مٹھا
سول ڈسپنری	کچہری روڈ	عورتوں اور بچوں کی شفا خانہ	"
دلا زمانہ سرکاری کیلئے	کچہری روڈ	از جانب مشن	"
البرٹ ٹائپل دسینیکل کلینک میں	ریکوڈ روڈ		ننڈا بازار

تھانے

جن میں اردات کی اطلاع دی جاتی ہے

نمبر	نام	جائے وقوع	علاقہ
۱	کوٹوالی شہر	چوک وزیر خاں	سرکلر روڈ کے اندر اندر
۲	تھانہ نو لکھا	ننڈا بازار	ننڈا بازار اور شہر کے شمالی و شمال مغربی میں دریا تک
۳	انارکلی	چمروج روڈ	کل سول ٹیشن
۴	تھانہ ریلوے	متصل ٹیشن	کل علاقہ ریلوے
۵	مزنگ	مزنگ	مزنگ اور اس کا علاقہ موہ چند دیباک

سیر کے قابل باغات

اگرچہ لاہور کے گرد و نواح میں قدیمی باغات بہت سے ہیں جن میں شالامار باغ
اول درجہ پر شمار ہوتا ہے۔ مگر موجودہ زمانہ کے بنے ہوئے باغوں میں سے
حسب ذیل باغ قابل سیر شمار ہوتے ہیں +

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
میونسپل باغات	شہر کے گرد و گرد	لارنس باغ	مال ڈو پر چر یا قانہ سٹ
گول باغ	لوئر مال اور وینکٹو کے ماہین	باغ پنڈت جبار دھن	مندان ڈو پر نوں کو کی

۱۔ یہ سب سے بڑا اور خوشنما باغ ہے۔ سول سٹیشن کے تمام انگریز اس باغ میں تفریح کیلئے آتے
تھے جب یہ باغ بنایا ہے۔ تو شروع شروع میں سکابست چرچا ہوا۔ ہر دن آجی دزد
اسے دیکھتے جاتے تھے۔ اور عوام اناس سے نیا شالا باغ پکارتے تھے۔ حتیٰ کہ لارڈ کر
وائس راجہ نے بھی سیاحت لاہور کے زمانہ میں اسکا معاہدہ کیا۔ اور واقعی پنڈت
جی نے اسے بنایا بھی بڑا شوق سے تھا۔ کئی عمارتیں حوض۔ آبشاریں۔ فوارے۔
اور سفید چھر کی موڑیں اس میں نصب کی ہیں۔ سادہ بچا دوں اور آسمانی کنوئیں کے
علاوہ ایک بہت بڑا انجن صرف فواروں اور نہروں میں پانی پہنچانے کیلئے لگایا گیا
تھا۔ کمروں اور بارہ دیوؤں کو اعلیٰ درجہ کے فوئجر سے سجایا تھا۔ جس کی وجہ سے باغ
میں ایک قسم کی دلفریبی آگئی تھی۔ مگر جونہی کہ پنڈت جی نے اسے گرو لکھا اسکی وہ
شان نہ رہی۔ اور اب ان کے مرنے پر تو گویا باغ کی سبکدوشی ہو گیا۔

لاہور کے کٹیچہ اور یادگاری نشان

لاہور میں اگرچہ کئی چیزیں بطور نشان یادگار بنائی گئی ہیں مگر ان میں سے حسب ذیل قابل دید ہیں +

نام	جائے وقوع	نام	جائے وقوع
بت لارڈ لارنس	مال روڈ تحصیل چیلوڈ	بت ملک معظمہ	اپر مال ڈیپٹرنگ
نشان صلیب یادگار	لوئر مال متصل	بت ملک معظم	گول باغ
سر وڈنلڈ میکلوڈ	مقبرہ انارکلی		

لے یہ بت تمام یادگاری نشانوں میں شاندار بنایا گیا ہے۔ ایک سنگ مرمر کے خوبصورت گنبد میں مضب ہے جس کے اندر بجلی کی روشنی ہوتی ہے اور اپنی آن بان سے چوک کی زمیت دوہا کر رہا ہے +

بعض کمپنیاں - کھنیاں - اور ملکر کام کرنے والی جماعتیں

نام	جائے وقوع
اورنٹیل لائف انشورنس کمپنی لوکل سیکیٹیٹ جمعی علی	بیردن موحید روازہ
اورنٹیل ایجنسی	انارکلی
اورنٹیل گورنمنٹ ڈسٹریکٹ ریجی لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ	اپر مال

نام	جائے وقوع
سنگرمینوفیکمپرنگ کمپنی	کمرشل بلڈنگ
سٹیٹ رٹولائیٹ انشورنس کمپنی لمیٹڈ لوکل ایجنٹس	بنک کال بنک
آیور ویدک فارمیسیوٹیکل کمپنی	گٹی بازار
مسلم ٹریڈنگ کمپنی	پیسہ اخبار سٹریٹ
پنجاب میوچل ہندو فیل ریلیف فنڈ	چمبر لین روڈ
کمرشل ایٹ انڈیا ایجنسی کمپنی لمیٹڈ	ایر مال
جنرل ٹریڈنگ کمپنی	شاہ عالمی دروازہ
بھارت ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ	سرکلر روڈ
نیشنل انشورنس کمپنی لمیٹڈ	انار کلی
بھارت انشورنس کمپنی	جیندروڈ (بھارت)
ہرکشن لال اینڈ کمپنی	"
پنجاب کاشن پریس لمیٹڈ	"
لاہور سٹنگ اینڈ ویزنگ کمپنی لمیٹڈ	"
پنجاب انوٹمنٹ کمپنی لمیٹڈ	"
پنجاب سٹنگ اینڈ سٹیشنری کمپنی لمیٹڈ	"
والکرت برادر اینڈ کمپنی	"
فلاح دارین کمپنی	گٹی بازار

نام	جا سئے وقوع
ایکیشی ایجنسی رائل انشورنس کمپنی لوکل ایجنٹ ست ودھارا ایجنسی دی کپور کمرشیل ایجنسی لمیٹڈ انڈین ماڈس ایجنسی ناردرن انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ	انارکلی الائسنس بینک آف ٹمل لوٹاری منڈی مستقل چھتہ بازار ڈبی بازار پیسہ اخبار سٹریٹ

بنک

نیشنل بینک کا وقت علی العموم، سب سے صبح سے سونے تک

نام	جا سئے وقوع	نام	جا سئے وقوع
الائسنس بینک آف ٹمل	راہوٹ روڈ	اورینٹ بینک آف انڈیا	انارکلی
بنک آف بنگال	"	امریٹریٹ بینک لمیٹڈ برانچ	گنپت روڈ
نیشنل بینک آف انڈیا	چیمبر روڈ	ہندوستان بینک	سکر روڈ شاہجہانی دروازہ
پنجاب بینک کمپنی	ایر مال	انڈین بینک کمپنی	شاہجہانی دروازہ
پنجاب نیشنل بینک لمیٹڈ	انارکلی	دی پنجاب مرکٹس ایل	انارکلی
پیپلز بینک آف انڈیا	"	بنک لمیٹڈ دہلی برانچ	"
لاہور بینک لمیٹڈ	"	رواں بینک	گنپت روڈ

لاہور کی سوغات

نام	نرخ	کہاں سے دستیاب ہوگی
گلابدن چوڑیا اور ریشمی سوس	۴۴ روپے سے صفی گز تک	چھتہ بازار
ریشمی ازار بند	۴۴ روپے تک	بزار ہٹہ و چوک زیر خاں
ریشمی پاندے (پٹیلے)	۴۴ روپے تک	" "
اونی پاندے (پٹیلے)	۴۴ روپے تک	" "
قصورى و گامے شاہی جوتیا	۴۴ روپے تک	چھتہ بازار
سید مشک	۴۴ روپے سے ۴۴ روپے تک	شاہ عالمی دروازہ
وسمہ	۴۴ روپے سے ۴۴ روپے تک	کشمیری بازار

عام چیزیں کہاں سے دستیاب ہونگی

نام	جگہ	نام	جگہ
انگریزی ہیرم کا سامان	ایر مال سمارکلی ٹی بی	انارکلی	انارکلی
چینی اٹیل اور ایلو منیم	انارکلی سٹری بازار	انارکلی اور کشمیری بازار	انارکلی اور کشمیری بازار
کے برتن	"	مارکیٹ اور شہر میں جگہ	مارکیٹ اور شہر میں جگہ
روشنی کا سامان	"	اور لوٹا سید روٹ	اور لوٹا سید روٹ
شرنگ	"	لوٹا سید روٹ	لوٹا سید روٹ

نام	جگہ	نام	جگہ
خشک میوے	شاہ عالمی دروازہ	دبسی و داتیں	رنگ محل - بزار ہشتہ
جوسری	انارکلی	کسیر ہشتہ	اور شہر میں کٹی مگ
چکیں	لوٹاری دروازہ اور انارکلی	انارکلی	ڈپنی بازار
چٹائیاں	انارکلی	شاہ عالمی دروازہ	
دریاں	بزار ہشتہ	پائے - پٹیاں	لوٹاری دروازہ اور شہر میں سی
پنہاری کی چیزیں	شاہ عالمی دروازہ	اور بان	
غذہ	چوک جھنڈا سوٹا بازار	بوٹ	انارکلی
	اور اکبری منڈی	سگرٹ اور سکا	اوپر مال کے شیل بلڈنگ
گھی	چوک جھنڈا چوک	انارکلی	اور تقریباً ہر بازار پر
	سرحن شگھ اور دیویشا ہنٹ	گرمہ و فون	انارکلی
کپڑا	اوپر مال کے شیل بلڈنگ	نوٹو گرائی کی چیزیں	اوپر مال - انارکلی
	انارکلی اور بزار ہشتہ	برائے درختہ روڈ	
پشمینہ	بزار ہشتہ اور حویلی	نار منو نیم بابے	پر مال - انارکلی
	کابلی مل	موٹر کار اور	
انگریزی و داتیں	اوپر مال - انارکلی	سائلکھیں	

عظیم الشان نمائش لاہور

یعنی

پنجاب صوبہ اور مرکز اور شمیر کی نمائش صنعت و

۱۰۔ ۱۹۰۹ء میں مقام اکاھو منعقد ہوگی

۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء کو دن کے ۱۱ بجے

عالمی پنجاب نمبر انر سر لوئی ڈین بہاؤ لغٹ کو زیر پنجاب

اس کی شاندار رسم افتتاح ادا کریں گے

اس روز تمام صوبہ میں تعطیل منائی جائیگی۔ اور

اس عالیشان ربار میں پنجاب کے والیاں یاست۔ بڑے بڑے امرا

اور نامور رئیس بھی شامل ہونگے

یہ شاندار نمائش ۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء سے شروع ہو کر پورے ہفتہ جاری رہیگی

تمہید

ہندوستان کی حرفتی نمائشیں جو ۱۹۰۱ء سے منعقد ہو رہی ہیں انہوں نے ہندوستان کی صنعت و حرفت کو بہت کچھ فائدہ پہنچایا ہے اور پریس پبلک نے ان کے فوائد کا ہر موقع پر دل سے اعتراف کیا ہے۔ پہلی نمائش دسمبر ۱۹۰۱ء میں بمقام کلکتہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد ایسی ہی نمائشیں ۱۹۰۲ء میں بمقام احمد آباد، ۱۹۰۳ء میں بمقام مدراس، ۱۹۰۴ء میں بمقام بمبئی، ۱۹۰۵ء میں بمقام بنارس، ۱۹۰۶ء میں بمقام کلکتہ اور ۱۹۰۷ء میں بمقام ناگپور منعقد ہوتی رہیں۔

ابتداء سے آج تک ان نمائشوں کا انتظام دایمہ ہمیشہ ایسی ہی کمیشیوں کے ماتھے میں رہا ہے۔ جو ہندوستان کی قریب قریب تمام جماعتوں اور قوموں کی قائم مقام تھیں۔ اور ان کی طرف سے انتظام نمائش میں حصہ لیتی تھیں۔ موجودہ نمائش جو ۱۹۰۹ء میں بمقام لاہور منعقد ہونے والی ہے۔ اس کی تنظیم کمیشی میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھ کر یہ کوشش کی گئی ہے کہ وہ تمام فرقوں اور جماعتوں کے حقیقی قائم مقام ہو۔ اور ان افراد کے ذریعہ جو اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے انتظام نمائش میں حصہ لے رہے ہیں۔ پنجاب کی تمام قومیں اور جماعتیں پوری دہشتی اور یگانگت کے ساتھ اس نمائش میں شریک ہوں۔ اور اس کی رونق کو دوبالا کریں۔

یہ نمائش بہ سرپرستی جناب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب و امداد
 والیان ریاست و رؤسائے پنجاب منعقد کی گئی ہے۔
 گورنمنٹ عالیہ نے اپنی طرف سے بہت بڑی امداد اس نمائش
 کے لئے عطا کی ہے۔ اور پنجاب کے والیان ریاست نے اس کی سرپرستی
 منظور فرما کر بڑی فیاضی کے ساتھ چند سے دیئے ہیں۔ ان کے علاوہ
 پنجاب کے اور بہت سے معززین اور سربراہان و گان نے اس کی تکمیل میں دل
 جم و جان سے مدد کی ہے۔ غرض یہ نمائش تمام مالیات پنجاب کی متفقہ کوشش
 سے ایک ایسا عظیم الشان مینا بازار بن گئی ہے جس میں نہ صرف تفریح
 اور دل بہلانے کے سامان موجود ہیں۔ بلکہ ہر پہلو سے صنعت و حرفت
 و زراعت و فلاح کو فائدہ پہنچانے کے لئے اس میں ایسے ایسے مفید
 نمونے اور کارآمد آلات مہیا کئے گئے ہیں جن کی ساخت اور بناوٹ پر
 بخور کرنے کے بعد ملک کے کاریگر اور کاشتکار بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے۔
 اور ان کے استعمال کرنے سے خود مال مال ہو سکتے اور ملک کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں
 کمیشی نمائش کی مستعدی اور محنت بھی قابل تحسین ہے جس نے اس تھوڑی
 مدت میں میدان نمائش کو خوبصورت اور شاندار عمارتوں اور زیبائش کی
 چیزوں سے آراستہ کرنے کے علاوہ اس میں سجانے کے لئے سامان بھی وہ
 مہیا کیا ہے جو ہر طرح سے ملک اور اہل ملک کے لئے مفید۔ اور
 ایسی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے قابل ہے۔

اشیاء نمائش

نمائش کے لئے دیسی اور باہر کی ساخت کی چیزیں حسب تفصیل ذیل میں
کی گئی ہیں *

- ۱۔ زراعت کے آلات
- ۲۔ صنعت و حرفت کے نمونے
- ۳۔ مختلف قسم کے کپڑے
- ۴۔ لکڑی - پتھر اور معدنیات
- ۵۔ محکمہ جنگلات کے متعلق پیداوار
- ۶۔ گونا گون مچھلیاں اور علم طبقات الارض کا سامان
- ۷۔ آلات انجینئرنگ
- ۸۔ صیفہ تعلیم کے متعلق چیزیں
- ۹۔ عام دستکاری
- ۱۰۔ خاص مستورات کی دستکاریاں
- ۱۱۔ نواحی جانداروں کی جہاز وغیرہ
- ۱۲۔ تفریح طبع کے سامان

نوٹ

۱۔ ہوائی جہاز پہلی مرتبہ ہندوستان میں دکھایا جاوینگا

۲۔ نمائش ہر روز صبح کے ۱۰ بجے سے شام کے ۸ بجے تک کھلی رہے گی

۳۔ مستورات کے لئے خاص تاریں مقرر ہوئیں جنہیں پردہ کا پورا نظام کیا جائے

۴۔ نمائش میں شریک ہونے کے واسطے محکمہ ریلوے نے کرایہ میں غار

رعایت کر دی ہے *

کھیل اور تماشے

نمائش کے ایفی تھیٹر (ڈنگل) جو کھیلیں اور تماشے ہونگے

اُن کا مختصر پروگرام حسب ذیل ہے :-

پروگرام

نوٹ کھیلوں کا وقت ہر روز ۲ بجے سے ۵ بجے تک ہوگا۔ اور ہر روز نمائش منہر ہوگی +
 منسلک گورکھا کی دونوں پیشوں کا عالیشان باغیاں سرور و دفعہ بجایا جائیگا
 ۱۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ نمائش کا افتتاح۔ اور تمام کرتب کرنے والوں کی پریڈ ہوگی
 ۱۲۔ ۱۳۔ دسمبر ۱۹۰۹ء تک۔ نینرو بازی۔ سواری کے کرتب۔ اور پکڑی
 نوٹ۔ ۱۔ ہمارا صاحب پٹیاہ اپنی پارٹی کو سواری خود
 سب سے پہلے شروع کریں گے +

۲۔ نیزہ بازی۔ پشاور۔ جہلم۔ میاں والی۔ شاہ پور۔ گجرات۔ نائل پور
 امرتسر۔ مظفر گڑھ اور ملتان سے آئے ہیں +

۳۔ ہمارا صاحب پٹیاہ ۱۲ طلائی تمغے۔ اور فٹنٹ کرنل سی۔ جی
 پارتنر صاحب بہادر ایک پیادہ پیش کریں گے +
 ۴۔ پکڑی ریلوے گراؤنڈ میں ہوگی +

۱۶۔ ۱۸۔ دسمبر ۱۹۰۹ء تک۔ وہی کھیلیں ہونگی۔ جو ۱۲۔ ۱۴۔ دسمبر ۱۹۰۹ء تک ہونگی
 ۱۹۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ بالی والے اور پرتابے کی کشتی ہوگی۔ اور ۱۸۔ جوڑا اور بھی
 لڑیں گے +

۲۰۔ ۲۱۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ کبڈی۔ وزن اٹھانا۔ بازیگری اور ماتھوں کے شعبہ ہوئے
 ۲۲۔ دسمبر ۱۹۰۹ء۔ سوچنی۔ جمناسٹک۔ اور بازیگروں کی کھیلیں +

۲۴ دسمبر ۱۹۰۹ء - سوپچی سوزن اٹھانا چکراندازی - اور بازگیروں کی کھیلیں

۲۵ دسمبر ۱۹۰۹ء - سوپچی - مینڈھوں کی لڑائی چکراندازی - اور بازگیروں کی کھیلیں

۲۶ دسمبر ۱۹۰۹ء - یکسر شگہ اور کلہ کی کشتی ہوگی - اور ۸ جوڑا اور بھی ہونگے +

۲۷ دسمبر ۱۹۰۹ء - رستہ کشی - تلوار زنی - اور تیراندازی - تیرانداز ضلع الٹ سے آئینگے

۲۸ دسمبر ۱۹۰۹ء - رستہ کشی - تیراندازی - تلوار زنی - بازگیری - ماتھوں کے شعبہ

آتش بازی - اور رائف کے سگری خشک پٹھانوں کا ہنگڑا - جناح - تلوار

کے ساتھ - تیرانداز ضلع الٹ سے اور تیغ زن پٹیاہ سے آئینگے،

۲۹ دسمبر ۱۹۰۹ء - رستہ کشی - نیم آخری - جمناشک گتکا - لالھی چلانا - اور تلوار زنی

جمناشک والے فرید کوٹ سے آئینگے،

۳۱ دسمبر ۱۹۰۹ء - رستہ کشی کا آخری معرکہ - جمناشک گتکا - لالھی چلانا - تیغ زنی

اور تیراندازی - تیرانداز - شملہ - پٹیاہ اور جبل سے آئینگے،

یکم جنوری ۱۹۱۰ء - مینڈھوں کی لڑائی - تیراندازی - بازگیری - اور ماتھوں کے شعبہ

۲ جنوری ۱۹۱۰ء - گاماں اور چند شگہ - پٹیاہ والے کی کشتی ہوگی - اور بھی ۸ جوڑا

۳ سے ۸ جنوری ۱۹۱۰ء تک - ان دنوں کا پروگرام ابھی تیار نہیں ہوا غالباً

جو کھلاڑی - کچھلے کھیلوں میں اول رہیں گے - ان کے کھیل اس

مہفتہ میں دوبارہ کرائے جائیں گے +

۵ جنوری ۱۹۱۰ء - رینی والے عرف منی کی ہوتا بارانباہ والے کے ساتھ کشتی

ہوگی - اور ۸ جوڑا اور بھی ہونگے +

نمائش کے ٹکٹ

ٹکٹ ملنے کے مقامات

نمائش کے ٹکٹ - دروازہ نمائش کے علاوہ حسب ذیل مقامات سے بھی مل سکتے ہیں :-

۱۔ شہر کے تمام بنکوں سے اور مفصلات میں ان کی شاخوں سے

۲۔ اخبار سماچار کے دفتر واقع بیرون شاہ عالمی دروازہ ۱ سے -

۳۔ حسب ذیل سب ایجنسیوں سے -

۱۔ انارکلی - ۲۔ یونیورسٹی دروازہ - ۳۔ چوک گمٹی - ۴۔ لنگے منڈی - ۵۔ چوک بھرن سنگھ

۶۔ ڈبلی بازار - ۷۔ چوک کوتوالی - ۸۔ دہلی دروازہ - ۹۔ اکبری منڈی - ۱۰۔ موچی دروازہ

۱۱۔ شاہ عالمی روانہ - ۱۲۔ انجھی ہٹہ - ۱۳۔ رنگ محل - ۱۴۔ چوک ہیرا منڈی

۱۵۔ بھائی دروازہ - ۱۶۔ مستی دروازہ +

ٹکٹوں کی شرح

۱۔ دربار کے ٹکٹ

درجہ اول ۵۰ درجہ دوم ۳۰ درجہ سوم ۲۰

نوٹ - اس دربار کے بلا قیمت اعزازی ٹکٹ (جو ناقابل انتقال ہیں) سرپرستوں -

نائب سرپرستوں عظیمہ دینے والوں اور منتظم کمیٹی کے ایسے ممبروں کو دیئے

جائینگے جنہوں نے پچاس یا پچاس سے زیادہ روپے نمائش کے فنڈ میں
دیئے ہیں۔ اور یہ ٹکٹ کیشی کی منظوری سے تفصیل ذیل دیئے جائینگے۔
۱۔ پچیس روپے چندہ دینے والوں کو ایک ٹکٹ تیسرے درجہ کا
ب پچاس روپے " " " " " دوسرے "

ج۔ سو روپے " " " " " ۲۰
د۔ سو سے زائد ایک ہزار تک " " ہر سو روپے کے چھپے ایک ٹکٹ کا
۴۔ پانچ سو سے زائد دینے والوں کی ہزار لفٹ گورنر بہادر پنجاب سے ملنا کرانی
۲۔ جن لوگوں کے پاس دربار کے ٹکٹ ہونگے وہ اس فنڈ نمائش بھی دیکھ سکتے ہیں

۲۔ نمائش کے ٹکٹ

- ۱۔ ایک ٹکٹ ۸ ر ۳-۳ ٹکٹوں کی کتاب ۵۰
- ۲۔ ۶-۶ ٹکٹوں کی کتاب ۴۰-۴۰ ٹکٹوں کی کتاب ۵۰
- نوٹ۔ ۱۔ ٹکٹوں کی کتابیں جن میں گویا خاص رعایت ہے، ایک محدود تعداد
میں فروخت ہونگی۔ اور ۱۰ دسمبر ۱۹۱۹ء کے بعد نہیں مل سکیں گی۔
- ۲۔ بلا قیمت پاس جو تمام زمانہ نمائش کے لئے جاری ہونگے۔ ان لوگوں
کو ملیں گے جنہوں نے سو یا سو سے زیادہ چندہ نمائش کے فنڈ میں دیا ہے
- ۳۔ نمائش ہر روز صبح ۱۰ بجے سے رات کے ۸ بجے تک کھلی رہیگی۔ اور ۸
کا ٹکٹ اس عرصہ میں صرف ایک مرتبہ استعمال ہو سکیگا۔

۴۔ فوجی سپاہی اور پولیس میں وردی پن کر نصف ٹکٹ سے نمائش
میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح

۵۔ طلباء بھی اپنے استادوں کی نگرانی میں نصف ٹکٹ دیکر نمائش دیکھ سکتے ہیں
۶۔ ۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں سے بھی نصف ٹکٹ لیا جا دیگا +

۳۔ ڈنگل کے ٹکٹ

الف۔ کشتیوں کے روز

درجہ اول	لو	درجہ سوم	عمر
درجہ دوم	می	درجہ چہارم	۸
ب۔ کشتیوں کے علاوہ			

درجہ اول ۸ عمر درجہ سوم ۱۲
درجہ دوم ۸ عمر درجہ چہارم نمائش کے ٹکٹ لینے والے کیلئے مفت
نوٹ۔ ۱۔ ایام کشتی کے علاوہ نمائش کے ٹکٹ لینے والوں کو اجازت ہوگی۔ کہ وہ
ڈنگل کے درجہ چہارم میں مفت بیٹھ سکیں۔ لیکن باقی درجوں کے لئے مندرجہ
بالا ٹکٹ خریدنا ہوگا +

۲۔ ڈنگل میں شریک ہونی والوں کو نمائش کا ٹکٹ بھی لینا پڑیگا۔ اور وہ

ڈنگل سے پہلے اور پیچھے نمائش کو دیکھ سکتے ہیں +

۳۔ ہر روز صبح مانجے سے ڈنگل پر ٹکٹ فروخت ہوا کریگا +

سوامی کی گاڑیوں کا کرایہ

تفصیل کرایہ	درجہ اول تعداد کرایہ	درجہ دوم تعداد کرایہ	درجہ سوم تعداد کرایہ	درجہ چہارم تعداد کرایہ	درجہ پنجم تعداد کرایہ
میں نیشنل حدود کے اندر	آٹہ روپیہ	آٹہ روپیہ	آٹہ روپیہ	آٹہ روپیہ	آٹہ روپیہ
اول گھنٹہ کے لئے	۱	۴	۸	۶	۴
اول گھنٹہ کے بعد ہر گھنٹہ یا گھنٹہ کی کسر کے لئے	۰	۱۰	۴	۳	۰
تمام دن یعنی ۹ گھنٹہ کے لئے	۵	۰	۳	۱	۱
شام ۵ بجے تک - شام ۵ بجے تک - میانہ تک	۱	۴	۸	۶	۴
جس قدر عرصہ کرایہ کی گاڑی پھیرا جا جائیگی اسکے ہر گھنٹہ یا گھنٹہ کی کسر کی بابت	۰	۱۰	۴	۳	۰
کرایہ واپسی سولے وقتہ سید خواہ کرایہ دار گاڑی میں واپس آدے یا نہ آدے	۱	۰	۸	۳	۰

نوٹ - ۱- حدود میں نیشنل کی باہر کرایہ کسی حال میں ۹ گھنٹے سے تجاوز نہ ہونا چاہئے +

۲- حدود میں نیشنل کی باہر واپسی کا کرایہ دیگر سبیلوں کے وقتہ کے اخراجات اور اکڑنا ہو گا۔ خواہ کرایہ دار گاڑی میں واپس آئے یا نہ آئے۔
لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی مقدار اس طے شرح کرایہ سے جو ۹ گھنٹوں کے لئے مقرر کی گئی ہے متجاوز نہ ہو +